﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد22 — جمعۃ المبارک05جون 2015ء — 17/شعبان 1436 ہجری قمری ❁ 05/احسان 1394 ہجری شمسی — شمارہ23

حسین اخلاق

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے:

اے اللہ! تو نے مجھے خوبصورت شکل وشباہت عطا کی ہے اب میرے اخلاق بھی حسین اور دلکش بنا دے۔

(مسند احمد۔مسند المکثرین من الصحابہ حدیث نمبر : 3632)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2015ء

آخن(Aachen) جرمنی میں ’’مسجد منصور‘‘ میں ورود مسعود اور احباب جماعت کی طرف سے والہانہ استقبال۔

’مسجد منصور‘ کے افتتاح کی یادگاری تختی کی نقاب کشائی۔ ’مسجد منصور‘ کی افتتاحی تقریب میں امیر صاحب جرمنی، آخن شہر کے لارڈ میئر اور صوبائی ممبر پارلیمینٹ کے ایڈریسز۔ صوبائی وزیر انٹیگریشن اور یورپین یونین کے پریذیڈنٹ کے اس موقع پر خصوصی پیغامات۔

مسجد کے افتتاح پر نیک جذبات کا اظہار، جماعت احمدیہ کی امن پسندی، اہل علاقہ کی خدمات پر خراج تحسین

❁ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم نے مساجد آباد کرنی ہیں، مسجدیں تعمیر کرنی ہیں تو ان کی آبادی کا حق اور ان مساجد میں آنے کا حق اُس وقت ادا ہوگا جب تم صرف عبادت نہیں کر رہے ہوگے بلکہ انسانیت کی خدمت بھی کر رہے ہوگے لوگوں کے حقوق بھی ادا کر رہے ہوگے۔ اس لئے جماعت احمدیہ اس بات پر عمل پیرا ہے کہ ہم وہ حقیقی عبادت کریں کہ جہاں خدا تعالیٰ کے حقوق ادا ہوں وہاں اس کے بندوں کے بھی حقوق ادا ہوں۔

❁ احمدیوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ پہلے سے بڑھ کر اپنی عبادتوں کی طرف توجّہ دیں۔ پہلے سے بڑھ کر اپنے اعلیٰ اخلاق اپنے ہمسایوں کو بھی دکھائیں اور اپنے شہر والوں کو بھی دکھائیں بلکہ اس ملک کے لوگوں کو دکھائیں اور کوئی یہ اعتراض نہ کر سکے کہ اسلام کی تعلیم ایسی تعلیم ہے جس میں شدّت پسندی ہے۔

❁ آپ لوگوں نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کا پہلے سے بڑھ کر سفیر بننا ہے۔ اس کے لئے آپس میں بھی محبت اور پیار میں بڑھیں۔

(مسجد منصور (آخن) کی افتتاحی تقریب کے موقع پر امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا بصیرت افروز خطاب)

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

23 مئی 2015ء بروز ہفتہ

....

لندن برطانیہ سے روانگی اور فرینکفرٹ جرمنی میں ورود مسعود

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمنی (Germany) کے سفر پر روانہ ہونے کے لئے صبح دس بجے اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے صبح سے ہی احباب جماعت مرد و خواتین مسجد فضل لندن کے بیرونی احاطہ میں جمع تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے احباب کے درمیان رونق افروز رہے۔ ہر ایک نے اپنے پیارے آقا کا دیدار کیا اور شرف زیارت پایا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی جس کے بعد چار گاڑیوں پر مشتمل قافلہ برطانیہ کے ایک ساحلی شہر Dover کی طرف روانہ ہوا۔

Dover بندرگاہ انگلستان کی مشہور بندرگاہوں میں سے ایک ہے۔ لندن اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں آباد لوگ یورپ کا سفر بذریعہ Ferries اسی بندرگاہ سے کرتے ہیں۔

Dover سے گیارہ میل پہلے وہ مشہور Channel Tunnel آتی ہے جو سمندر کے نیچے سے برطانیہ اور فرانس کے ساحلی علاقوں کو آپس میں ملاتی ہے۔ اس سرنگ کے ذریعہ کاریں اور دیگر گاڑیاں بذریعہ ٹرین فرانس کے شہر Calais تک پہنچتی ہیں۔ آج اسی چینل ٹنل کے ذریعہ قافلہ کے سفر کا پروگرام تھا۔

لندن سے مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے، مکرم عطاء المجیب راشد صاحب نائب امیر و مبلغ انچارج یوکے، مکرم وسیم احمد چوہدری صاحب صدر مجلس انصار اللہ یوکے، مکرم مرزا محمود احمد صاحب، مکرم مرزا ناصر انعام صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ یوکے، مکرم اخلاق احمد انجم صاحب (وکالت تبشیر)، مکرم ظہور احمد صاحب (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری)، مکرم میجر محمود احمد صاحب (افسر حفاظت خاص) اور مکرم عمران ظفر صاحب (مہتمم عمومی) خدام کی سیکیورٹی ٹیم کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے چینل ٹنل تک قافلہ کے ہمراہ آئے تھے۔

قریبًا ایک گھنٹہ 35 منٹ کے سفر کے بعد گیارہ بجکر چالیس منٹ پر Channel Tunnel پہنچے۔ بعد ازاں امیگریشن کی کارروائی اور دیگر سفری امور کی تکمیل کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چینل ٹنل کے پارکنگ ایریا میں تشریف لے آئے۔

بارہ بجکر 35 منٹ پر گاڑیاں، ٹرین پر بورڈ (board) کی گئیں۔ یہ ٹرین دو منازل پر مشتمل ہے اور اس کے اندر ایک وقت میں 180 کاریں مع مسافر بورڈ (board) کی جاتی ہیں۔ قافلہ کی گاڑیاں پہلی منزل پر board ہوئیں۔

ٹرین بارہ بجکر پچاس منٹ پر 140 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے فرانس کے ساحلی شہر Calais کے لئے روانہ ہوئی۔ اس سرنگ کی کل لمبائی قریبًا 31 میل ہے اور اس میں سے 24 میل کا حصّہ سمندر کے نیچے ہے۔

اس سرنگ (Tunnel) کا گہرا ترین حصّہ سمندر کی تہ سے 75 میٹر یعنی 250 فٹ نیچے ہے۔ اب تک کسی سمندر کے نیچے بننے والی ٹنل میں سے یہ دنیا کی سب سے بڑی ٹنل ہے۔

بارہ بجکر پچاس منٹ پر ٹرین روانہ ہوئی اور قریباً نصف گھنٹہ کے سفر کے بعد فرانس کے مقامی وقت کے مطابق دو بجکر بیس منٹ پر فرانس کے شہر Calais پہنچی۔ (فرانس کا وقت برطانیہ کے وقت سے ایک گھنٹہ آگے ہے) ٹرین کے رکنے کے بعد قریبًا پانچ منٹ کے وقفہ سے گاڑیاں ٹرین سے باہر آئیں اور موٹر وے (motorway) پر سفر شروع ہوا۔

پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق یہاں سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ایک پٹرول پمپ کے پارکنگ ایریا میں جماعت جرمنی سے آئے ہوئے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کرنا تھا۔ اور اسی علاقہ کے ایک ریسٹورنٹ میں دوپہر کے کھانے کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

جونہی حضور انور کی گاڑی اس پارکنگ ایریا میں پہنچی تو مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی، مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی، مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب جنرل سیکرٹری و افسر جلسہ سالانہ جرمنی، مکرم

جری اللہ صاحب مبلغ جرمنی، مکرم یحییٰ زاہد صاحب اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری، مکرم حسنات احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی، مکرم ڈاکٹر اظہر زبیر صاحب، مکرم عبداللہ سپراء صاحب اور مکرم فیضان احمد صاحب انچارج حفاظت خاص نے اپنے خدام کی سیکیورٹی ٹیم کے ساتھ اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا۔ یہاں سے کھانے وغیرہ سے فراغت کے بعد تین بجکر 45 منٹ پر بیلجیم اور جرمنی کے بارڈر پر آباد شہر آخن (Aachen) کے لئے روانگی ہوئی۔ آج فرینکفرٹ جاتے ہوئے یہاں راستہ میں رک کر نئی تعمیر ہونے والی مسجد ''مسجد منصور'' کے افتتاح کا پروگرام تھا۔

یہاں Calais سے آخن شہر (Aachen) کا فاصلہ 347 کلومیٹر ہے 55 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد فرانس کا بارڈر کراس کر کے ملک بیلجیم کی حدود میں داخل ہوئے اور مزید 278 کلومیٹر کا سفر بیلجیم میں طے کرنے کے بعد سوا چھ بجے بیلجیم کا بارڈر کراس کر کے جرمنی کی حدود میں داخل ہوئے۔ یہاں سے دس منٹ کی مسافت کے بعد آخن کا شہر آجاتا ہے۔ یہاں پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے مکرم صدیق احمد ڈوگر صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ صدیق احمد ڈوگر صاحب جماعت کے انتہائی مخلص اور فدائی کارکن ہیں اور جماعت آخن کے پرانے، ابتدائی ممبران میں سے ہیں اور یہاں جماعت کی بنیاد اور قیام اور ابتدائی سیٹ اَپ میں ان کا بڑا حصّہ ہے۔ موصوف خود جماعت کے ابتدائی صدر بھی رہے ہیں۔

''مسجد منصور'' آخن (Aachen) میں ورود مسعود اور احباب جماعت کی طرف سے والہانہ استقبال

یہاں سے چھ بجکر 45 منٹ پر ''مسجد منصور'' آخن کے لئے روانگی ہوئی۔ پولیس کی گاڑی نے قافلہ کو escort کیا۔ سات بجے جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ''مسجد منصور'' میں تشریف آوری ہوئی تو احباب جماعت کی ایک بڑی تعداد مرد و خواتین اور بچوں نے اپنے پیارے آقا کا بڑے والہانہ انداز میں استقبال کیا اور اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا اور بچوں اور بچیوں نے استقبالیہ خیر مقدمی گیت پیش کئے۔

اس موقع پر صدر جماعت آخن مکرم بشیر احمد ڈوگر صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے مصافحہ حاصل کرنے کی سعادت پائی۔

شہر آخن (Aachen) کے ایک کلب کے آٹھ گھوڑ سوار اپنے مخصوص لباس میں گھوڑوں پر حضور انور کے استقبال کے لئے ایستادہ تھے۔ انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں حضور انور کو سلامی دی اور خوش آمدید کہا۔ اس موقع پر پریس کے فوٹو گرافر بھی موجود تھے جو مسلسل تصاویر بنا رہے تھے۔

مسجد منصور کی یادگاری تختی کی نقاب کشائی

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کے بیرونی حصّہ میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔ دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے اندرونی حصّہ میں تشریف لے گئے اور نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ جس کے ساتھ اس مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کے بیرونی احاطہ میں آلو بخارا کا پودا لگایا اور لارڈ میئر Marcel Philipp نے بادام کا پودا لگایا۔

مسجد منصور کی افتتاحی تقریب

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے بیرونی احاطہ میں لگائی گئی مارکی میں تشریف لے آئے جہاں سات بجکر 25 منٹ پر مسجد کے افتتاح کے حوالہ سے تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم سید سلمان شاہ صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی نے کی۔ بعد ازاں اس کا جرمن زبان میں ترجمہ مکرم بلال نواز صاحب نے اور اردو زبان میں ترجمہ مکرم عظمت علی صاحب نے پیش کیا۔

امیر صاحب جماعت جرمنی کا تعارفی ایڈریس

بعد ازاں مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا اور شہر آخن (Aachen) کی تاریخ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ آخن شہر صوبہ ویسٹ فالن میں واقع ہے اور جرمنی کا سب سے زیادہ مغرب میں واقع شہر ہے۔ اس شہر کی آبادی دو لاکھ 51 ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ ہالینڈ اور بیلجیم کی سرحدیں اس شہر کے ساتھ لگتی ہیں۔ گندھک ملے گرم پانی کے چشمے یہاں پائے جاتے ہیں۔ قریباً تین ہزار سال قبل مسیح سے اس علاقہ میں آبادی کے آثار ملتے ہیں۔ پہلی بار تحریری طور پر اس شہر کا ذکر 165ء میں ملتا ہے۔

رومن اپنے دور میں اپنے فوجیوں کے لئے Thermal Bath بنایا کرتے تھے اور پھر Corlingian کے دور میں اس شہر میں تیس بادشاہوں کو تاج پر بٹھایا گیا۔ اسی طرح نپولین بھی اس شہر میں آکر قیام کرتا تھا۔

936ء میں جرمنی کے پہلے بادشاہ کو تاج پر بٹھایا گیا۔ اُس وقت سے لے کر 600 سال تک Aachen جرمنی کے بادشاہوں کا دارالحکومت رہا۔ اور یہاں بہت سے بادشاہ دفن ہیں۔ یہاں ایک بہت بڑی یونیورسٹی ہے۔ اس شہر میں پچاس ہزار طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

اس علاقہ میں 1977ء میں احمدی آکر آباد ہونا شروع ہوئے اور 1978ء میں باقاعدہ جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اب دو صد سے زائد لوگوں پر مشتمل جماعت قائم ہے۔ احمدی طلباء مختلف یونیورسٹیز میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہاں کی جماعت عید ملن پارٹیز، ریلیجنس فاؤنڈرز ڈے اور قرآن کریم کی نمائشوں کا انعقاد کرتی ہے۔ یکم جنوری کو وقار عمل کر کے صفائی کی جاتی ہے اور شجر کاری میں بھی حصّہ لیا جاتا ہے۔

یہاں مسجد کی تعمیر سے قبل کئی پروگرام ہوئے اور ہمسایوں کے تحفظات دور کئے گئے۔ چرچ میں بھی ایک بڑا پروگرام ہوا۔ ہمارے امام نے چرچ میں نماز جمعہ بھی پڑھائی۔ اب ان لوگوں کو یہ احساس ہو گیا ہے کہ ہم پُر امن لوگ ہیں اور مسجد ان کی ہمسائیگی کا حق ادا کرے گی۔

مسجد کے قطعہ زمین کا کُل رقبہ 2680 مربع میٹر ہے۔ یہ 22 مارچ 2012ء کو خریدا گیا۔ اس کی خرید میں لوکل اتھارٹیز نے بہت مدد کی۔ یہاں مسجد کا سنگ بنیاد 5 جون 2012ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رکھا۔ جو مسجد تعمیر ہوئی ہے اس میں 17.30 مربع میٹر کے رقبہ پر دو علیحدہ ہال ہیں۔ ایک مرد حضرات کے لئے ہے اور دوسرا خواتین کے لئے ہے۔ مینارہ کی اونچائی 14 میٹر ہے اور مسجد کے گنبد کا قطر 6 میٹر ہے۔

آخن کے لارڈ میئر کا ایڈریس

❁ امیر صاحب جرمنی کے تعارفی ایڈریس کے بعد شہر آخن کے لارڈ میئر Marcel Phillip نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا: سب سے پہلے میں عزت مآب خلیفۃ المسیح کو خوش آمدید کہتا ہوں اور آج اس تقریب میں شامل ہونے والے تمام حاضرین کو سلام پیش کرتا ہوں۔

میئر صاحب نے کہا آج کا دن آخن شہر کے لئے ایک خوشی کا دن ہے کیونکہ یہاں خدا تعالیٰ کا ایک نیا گھر بنایا گیا ہے جس کا آج افتتاح ہو رہا ہے اور ہمیں اس بات پر خوشی بھی ہے اور فخر بھی ہے کہ اس مسجد کی تعمیر کے وقت یہاں کے شہریوں نے کوئی روک پیدا نہیں کی اور کوئی مشکلات پیش نہیں آئیں بلکہ شہر میں ایک اتحاد دیکھنے کو ملا۔

موصوف نے کہا: جو عمارت بناتا ہے وہ وہاں رہنا بھی چاہتا ہے اور آج اس مسجد کی تعمیر سے معلوم ہوتا ہے کہ آج یہ جگہ آپ کا وطن بن گئی ہے اور آپ مستقل طور پر یہاں رہنا چاہتے ہیں۔ اور جس طرح آپ نے آج اس تقریب میں بہت سارے لوگوں کو مدعو کیا ہے یہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ آپ خفیہ اور الگ نہیں رہنا چاہتے بلکہ سب کے ساتھ مل جُل کر رہنا چاہتے ہیں اور اس ماحول کا اور معاشرہ کا حصّہ بننا چاہتے ہیں۔

موصوف نے کہا: بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جو شہر کے امن کو برباد کرنا چاہتے ہیں اور فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی شدت پسند افراد ہوتے ہیں لیکن ہمیں چاہئے کہ ہم مل کر اپنا امن خراب نہ ہونے دیں اور یہ مسجد کا افتتاح اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ وہ فساد کرنے والے اکثریت میں نہیں ہیں۔

آخر پر میئر صاحب نے نیک تمنّاؤں کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ مسجد ہمیشہ پیار اور محبت سے ملنے کی جگہ رہے گی۔ خدا تعالیٰ کا فضل اور سلامتی ہم سب کے ساتھ ہو۔

صوبائی وزیر انٹیگریشن کا پیغام

❁ بعد ازاں Dr. Stephanie Waletzki (موصوفہ کا تعلق Integration منسٹری سے ہے) نے صوبہ Nordrhein-Westfalen کے وزیر لیبر اینڈ انٹیگریشن Hon. Guntram Schneider کا پیغام پڑھ کر سنایا۔

وزیر موصوف نے کہا: ''مسجد منصور'' کے افتتاح کے موقع پر تمام احمدیوں کو دلی طور پر مبارکباد اور سلام پیش کرتا ہوں۔ خلیفۃ المسیح کی بنفس نفیس ہمارے شہر میں اور آج کے اس پروگرام میں تشریف آوری ہمارے لئے باعث عزت ہے۔ خلیفۃ المسیح کے آنے سے آخن (Aachen) شہر کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ میں تمام مہمانوں کو بھی خوش آمدید کہتا ہوں۔ ایک عرصہ قبل کولون مسجد کا افتتاح ہوا تھا۔ اس کے بعد جماعت نے ہمارے اس صوبہ میں بہت سی مساجد بنائیں۔ جماعت نے یہاں بہت ترقی کی ہے۔ احمدی یہاں نہایت فعّال شہری ہیں اور مختلف پروگرام منعقد کرتے ہیں۔ آپ اپنے پروگراموں کے ذریعہ، علاقہ کی خدمت کے ذریعہ دوسروں کو بتانا چاہتے ہیں کہ آپ باہم مل جُل کر رہنا چاہتے ہیں۔

موصوف نے اپنے پیغام میں کہا: ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ وقار اور احترام سے پیش آنا چاہئے اور ایک دوسرے سے اچھی باتیں سیکھنی چاہئیں۔

بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو مذہبی اور دہریوں کے درمیان فاصلہ ڈالنا چاہتے ہیں اور ان کے درمیان فساد پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے خلاف ہمیں اکٹھے ہو کر محنت سے کام کرنا ہوگا۔ جماعت احمدیہ اس میں ایک اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

جماعت احمدیہ کا نعرہ کہ ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' نمایاں طور پر ظاہر کرتا ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت امن کے قیام پر بہت زور دیتی ہے اور باہمی اتحاد اور محبت اور بھائی چارہ پیدا کرنا چاہتی ہے اور انتہا پسندی کو روکنا چاہتی ہے۔

موصوف نے آخر پر کہا: احمدی بہت نمایاں طور پر Integrate ہیں اور ہمارے معاشرے کا حصّہ ہیں۔ آپ سب اپنے مذہب اور روایات کے ساتھ جرمنی اور صوبہ Westfalen کا حصّہ ہیں۔

صوبائی ممبر پارلیمنٹ کا ایڈریس

❁ اس کے بعد صوبہ Nordrhein-Westfalen کے ممبر پارلیمنٹ Karl Schultheis نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں عزّت مآب خلیفۃ المسیح کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ حضور انور کا یہاں آخن میں آنا ہمارے لئے اعزاز کا باعث ہے۔

موصوف نے ایک احمدی دوست طارق ارشد صاحب کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ان کی ٹاؤن ہال کے سامنے پھولوں کی دکان ہے۔ طارق صاحب ہمیشہ خوش اخلاق اور مددگار نظر آتے ہیں اور ہمیشہ سے تمام شہریوں سے اور تمام پارلیمنٹ کے ممبران سے اچھے طریق سے پیش آتے ہیں اور اکثر احمدیت کی تبلیغ کرتے ہیں اور رابطے قائم کرتے ہیں۔

موصوف نے کہا کہ جو عمارت بناتا ہے وہ اس میں رہنا بھی چاہتا ہے اور جو خدا تعالیٰ کا گھر بناتا ہے وہ تو یقینی طور پر رہنا چاہتا ہے۔ پس آج کا دن جو کہ بہت خوشی کا دن ہے اور سب کے ساتھ مل کر اکٹھے ہو کر منایا جا رہا ہے یہ مذہبی آزادی کے بغیر ممکن نہ ہونا تھا۔ ہر انسان کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ جو چاہے مذہب اختیار کرے اور اس پر عمل کرے۔

موصوف نے کہا کہ ''مسجد منصور'' کے بنانے سے جماعت احمدیہ کو بھی وہ وقار حاصل ہو رہا ہے جس کا ان کا حق ہے۔

موصوف نے کہا: یہ بہت ضروری ہے کہ ہم سب ایک دوسرے کے مذہب کا اسی طرح احترام کریں جس طرح اپنے مذہب کا احترام کرتے ہیں۔ اس طرح یقیناً ہم باہم مل جل کر محبت کے ساتھ رہ سکیں گے۔ موصوف نے آخر پر اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ ہمیں مسجد کی تعمیر کے ساتھ آخن (Aachen) میں بہت اچھا ہمسایہ مل گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ ہم سب کے لئے بابرکت فرمائے۔

پریذیڈنٹ یورپین پارلیمنٹ کا پیغام

❁ آج ''مسجد منصور'' آخن کے افتتاح کے موقع پر پریذیڈنٹ یورپین پارلیمنٹ Hon. Martin Schulz نے بھی اپنا پیغام بھجوایا۔

مکرم امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے ان کا درج ذیل پیغام پڑھ کر سنایا۔

[عزت مآب خلیفۃ المسیح حضرت مرزا مسرور احمد، لارڈ میئر، حاضرین کرام! مجھے خوشی ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت کی ''مسجد منصور'' کی اس افتتاحی تقریب کے موقع پر مجھے آپ سے کچھ کہنے کا موقع دیا گیا ہے۔ اپنے فرائض کی مصروفیات کی وجہ سے مَیں آج کی اس تقریب میں شامل ہونے سے محروم ہوں۔ مسجد منصور کا افتتاح اور جماعت احمدیہ عالمگیر کے مذہبی سربراہ کی تشریف آوری یورپ میں وسعت قلبی کے نامکمل راستہ میں ایک نہایت اہم سنگ میل ہے۔ اظہار رائے اور مذہبی آزادی یورپ کے سیاسی اقدار میں سے ہے اور یہ اقدار ''مسجد منصور'' کو آخن (Aachen) شہر کے مذہبی اداروں میں شامل کرنے سے اور بھی پختگی پکڑ رہے ہیں۔

باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 352

مکرم احمد حسن صاحب (3)

گزشتہ دوقسطوں میں ہم نے مکرم احمد حسن صاحب آف مصر کے جماعت سے تعارف کے بعد صداقتِ جماعت کے بارہ میں ان کے تسلی بخش رؤیائے صالحہ اور ان کی جماعتی عقائد اور مفاہیم کی تبلیغ کی کوششوں کا ذکر کیا تھا۔اس مرحلہ پر پہنچنے کے بعد گو یہ خود کو احمدی ہی سمجھتے رہے اور ایک احمدی کی طرح ہی سب مخالفتوں کا سامنا کیا لیکن باضابطہ طور پر بیعت نہ کی تھی۔اس قسط میں ان کے اس سفر کے باقی واقعات بیان کئے جائیں گے۔وہ لکھتے ہیں:

جانبِ قبلہ دروازہ کھل گیا

اِسی عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک اور رؤیا دکھایا۔مَیں نے دیکھا کہ مَیں کچھ لوگوں کے ساتھ ایک بند کمرے میں ہوں۔ہم اس کمرے میں چکر لگائے جارہے ہیں لیکن ہمیں اس سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ کچھ دیر ایسا کرنے کے بعد میں سجدے میں گر جاتا ہوں اور جب اٹھتا ہوں تو اپنی شہادت والی انگلی کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بآوازِ بلند کہتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ مرزا غلام احمد علیہ السلام خدا تعالیٰ کے پیارے وجود ہیں۔

جب مَیں یہ کہتا ہوں تو بند کمرے کا دروازہ کھل جاتا ہے اور میں یہی عبارت دُہراتے ہوئے اس دروازے سے نکل جاتا ہوں۔میرے پیچھے پیچھے کمرے میں موجود تمام لوگ بھی یہی الفاظ دُہراتے ہوئے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔باہر نکلتے ہیں تو کچھ فاصلے پر ہمیں قبلہ نظر آتا ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ قبلہ کی طرف جانے والا راستہ نہایت صاف اور سیدھا ہے۔راستے میں بائیں جانب ایک پگڈنڈی پر ایک سلفی مولوی اور ایک سلفی عورت سفید لباس پہنے کھڑے نظر آتے ہیں لیکن ان کے چہرے شدید سیاہ اور ان پر تیوریاں چڑھی ہوئی ہوتی ہیں۔ہم کشاں کشاں مذکورہ بالا ورد کرتے ہوئے جانبِ قبلہ دوڑتے چلے جاتے ہیں جبکہ یہ سلفی مولوی اور عورت ہمیں شدید غصے کی حالت میں عجیب سی نظروں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔مَیں جب اس رؤیا سے بیدار ہوا تو مذکورہ بالا عبارت کا وِرد میری زبان پر تھا۔

تبلیغی کاوشیں اور زباں بندی کی کوشش

اس رؤیا کے بعد میرے دل میں احمدی تفاسیر اور مفاہیم کو پھیلانے کا جوش پیدا ہوا اور میں نے دوبارہ لوگوں کو تبلیغ شروع کردی۔میں نے اس بار ابتدا حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ کی احمدی تفسیر سے کی۔میں نے جس کے ساتھ بھی بات کی وہ اس تفسیر کا گرویدہ ہوگیا۔ یہاں تک کہ میری تبلیغی سرگرمیوں کی خبر احمد محمود عبدالحافظ نامی ایک سلفی کو ہوئی جو درحقیقت میرا بچپن کا دوست تھا۔

ہم اکٹھے تعلیم حاصل کرنے کے بعد سلفی جماعت میں بھی اکٹھے رہے۔ نیز بعد ازاں ٹیچنگ کا کورس بھی ہم نے اکٹھے ہی کیا اور پھر ایک ہی مدرسہ میں ہماری پہلی تقرری ہوئی تھی۔اس لئے ہمارے مابین بہت گہری دوستی کے روابط تھے۔ جب اس نے میرے بارہ میں یہ سنا کہ میں نے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کرلی ہے تو وہ مجھے ملنے کے لئے چلا آیا۔اس نے آتے ہی غصے میں چیخنا چلّانا شروع کردیا۔ پھر گالی گلوچ، ڈانٹ ڈپٹ اور مجھے کافر و ضالّ کے القاب سے پکارنے کے بعد کہنے لگا کہ میں تمہیں وارننگ دینے کے لئے آیا ہوں کہ اگر تم نے آئندہ جماعت احمدیہ کے عقائد کی تبلیغ کی تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔

مجھے خطرہ محسوس ہوا اور میں اس کی شکایت لے کر گاؤں کے نمبردار کے پاس گیا جو کہ سلفی تھا،لیکن یہاں تو الٹی گنگا بہہ رہی تھی۔نمبردار اور دیگر بڑے بڑے لوگوں نے انصاف دینے کی بجائے مجھے ہی نصیحت شروع کردی کہ تم احمدیت سے کنارہ کش ہوجاؤ اسی میں تمہاری بہتری ہے، ورنہ ہم تمہیں بستی سے ہی نکال دیں گے۔ میں نے معاملہ ٹھنڈا کرنے کے لئے کہا کہ میں ایک سال کے اندر اس بستی سے منتقل ہونے کا سوچ رہا ہوں اس لئے آپ کو کسی کارروائی کی ضرورت نہیں ہے۔پھر میں نے انہیں بتایا کہ یہ درست ہے کہ مجھے احمدیت کے عقائد اور خیالات پسند ہیں لیکن میں نے ابھی بیعت نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں تمہاری بیعت یا عدم بیعت سے کوئی سروکار نہیں۔تم ہمارے ساتھ وعدہ کرو کہ آئندہ نہ تو تم ان خیالات کو پھیلاؤ گے، نہ احمدیت کے بارہ میں کسی سے بات کروگے، نہ ہی ایم ٹی اے کی فریکوئینسی کسی کو دوگے۔ میں نے کہا میں تو ایسا نہیں کروں گا لیکن اگر کوئی مجھ سے پوچھے گا یا اعتراض کرے گا تو پھر میں حقیقت بتانے پر مجبور ہوں گا۔

اس کے بعد کچھ ماہ تک تو امن رہا جس کے بعد سلفیوں کا ایک بڑا مولوی شیخ دیاب میرے پاس آیا اور باتوں کے دوران کہنے لگا کہ احمدی قرآن کریم میں نسخ کے قائل نہیں ہیں۔ پھر وہ ان آیات کا ذکر کرنے لگا جن کے بارہ میں اس کا خیال تھا کہ وہ منسوخ ہیں۔جب میں نے ان آیات کے بارہ میں جماعت احمدیہ کی تشریح اس کے سامنے رکھی تو وہ خاموش ہوگیا اور کوئی بات نہ کرسکا۔

میثاق النبیین

شاید شیخ دیاب کو ناسخ ومنسوخ کے مسئلہ میں خفّت اٹھانی پڑی تھی جسے مٹانے کے لئے ایک بار پھر وہ میری سٹیشنری کی دکان پر آگیا اور پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کا کیا جواز ہے؟ میں نے کہا کہ تشریعی نبوت تو منقطع ہوچکی ہے اس لئے ایسا نبی تو ہرگز نہیں آسکتا۔ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں نبی آنے کی میثاق النبیین والی آیات بھی توثیق کرتی ہیں۔ پھر میں نے وہ دونوں آیات بھی پڑھ کر سنائیں جن میں سے پہلی آیت سورہ احزاب کی آیت نمبر 8 ہے: ﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقاً غَلِيظًا﴾ اس آیت میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بشمول تمام انبیاء سے میثاق لیا ہے۔ یہ کونسا میثاق ہے؟ سورہ آل عمران کی آیت نمبر 82 میں اس کا ذکر ہے۔فرمایا: {وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَاَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے یہ میثاق لیا کہ وہ اپنی قوم کو نصیحت کر جائیں کہ جب بھی ان میں کوئی رسول آئے تو اس پر ایمان لائیں اور اس کی مدد ونصرت کریں۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنا ہی نہ تھا تو آپؐ سے یہ میثاق لینے کا کیا مطلب ہے؟ یہ سن کر مولوی صاحب کچھ بولے بغیر چلے گئے۔

منظّم مخالفانہ پروپیگنڈہ

کچھ عرصہ کے بعد سکول کے امتحانات میں مجھے نگران مقرر کردیا گیا۔میرے مخالفین کے لئے یہ بات بھی کسی صدمہ سے کم نہ تھی۔ میرے ساتھ فاروق نامی ایک اور شخص کی بھی ڈیوٹی لگی۔ ہماری دوستی ہوگئی اور ایک روز اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم کس دینی جماعت سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے بتایا کہ میں پہلے اخوان المسلمین میں تھا پھر سلفی ہوا اور اب میں احمدی ہوں۔ یہ سنتے ہی اس نے کہا کہ میں بھی احمدیوں کے چینل کو باقاعدگی سے دیکھتا ہوں اور ان کے خیالات اور تفسیروں کو پسند کرتا ہوں۔ پھر ہمارے مابین جماعتی عقائد کے بارہ میں بات ہونے لگی یہاں تک کہ فاروق صاحب بھی جماعت کی صداقت کے قائل ہوگئے۔ یہ بات جب میرے مخالفین تک پہنچی تو ان کی نیندیں حرام ہوگئیں۔ لہٰذا انہوں نے میرے خلاف منظّم مہم شروع کردی۔ ہر خطبہ جمعہ میں جماعت احمدیہ کی تکفیر اور اس کے خلاف گالی گلوچ ہوتا اور لوگوں کو میرے خلاف جھوٹی باتیں بتا بتا کر بھڑکایا جاتا۔ میرے خلاف یہ پھیلایا گیا کہ یہ شخص کافر ہوگیا ہے، اسلام کی صداقت کے بارہ میں شک کرتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتا، بلکہ یہاں تک کہا گیا کہ اس کا دماغ چل گیا ہے اور اسے پاگل پَن کے دورے پڑتے ہیں۔

میں سکول میں اسلامیات کا استاد تھا۔مخالفین نے میرے خلاف سکول میں شکایتیں کیں کہ یہ ہمارے بچوں کو دین کے نام پر قادیانیت کے درس دیتا ہے۔ چنانچہ اسلامیات کی بجائے مجھے آرٹ کا پیریڈ دے دیا گیا۔

پھر دکان کے مالک پر دباؤ ڈال کر میری سٹیشنری کی دکان بھی بند کرادی گئی۔

ازاں بعد میرے والد صاحب کو کہا گیا کہ اگر انہوں نے مجھے احمدیت سے تائب نہ کروایا تو انہیں بھی بستی سے نکال دیا جائیگا۔ چنانچہ میرے والد صاحب کے ایماء پر میرے رشتہ داروں کا ایک وفد مجھ سے ملنے کے لئے آیا لیکن میرا عزم دیکھ کر وہ بے نیلِ مرام لوٹ گے۔ پھر دوسرا وفد آیا اور وہ بھی ناکامی کا پیغام لے کر گیا۔

دھمکی آمیز پیغامات اور تسلی بخش رؤیا

جب سلفی مولویوں کی کوئی تدبیر کامیاب نہ ہوئی تو انہوں نے میرے ایک رشتہ دار کے ذریعہ دھمکی آمیز پیغام بھیجا کہ اپنے بچنے کا سامان کرلو۔ اسی رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ ایک کمرے میں ہوں اور دیکھتا ہوں کہ خطرناک قسم کے جنگی جہاز مجھے نشانہ بنانے کے لئے تیزی سے میرے کمرے کی طرف آرہے ہیں، لیکن جب وہ میرے دروازے تک پہنچتے ہیں تو اچانک واپس پلٹ جاتے ہیں۔ اسی طرح کچھ اور جہاز اس خوفناک طریق پر آتے ہیں اور وہ بھی پلٹ جاتے ہیں۔ میں اس رؤیا سے بیدار ہوا تو خدا تعالیٰ کا شکر میری زبان پر تھا کہ اس نے خود مجھے تباہی سے بچالیا۔

ان ایام میں مَیں تنہا ہوکر رہ گیا تھا اور نہایت پریشانی میں دن گزرتے تھے۔ ایسے میں مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اپنی شان وشوکت اور پورے جلال ووقار کے ساتھ دیکھا۔ اس رؤیا سے مجھے بہت سکون ملا۔ لیکن جب میرے خلاف مخالفت اور افتراء پردازی حد سے تجاوز کرگئی تو مجھے میرے بعض خیرخواہوں کی طرف سے پیغام ملنے شروع ہوگئے کہ مجھے یہاں سے کوچ کرجانا چاہئے۔ میں نے اس وقت آسمان کی طرف نظر کرتے ہوئے بآواز بلند کہا: رَبِّ إِنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ یعنی اے میرے ربّ! میں مغلوب ہوگیا ہوں پس اب تُو ہی میری مدد ونصرت فرما۔

افضال وانعامات اور بیعت

میرے پاس وہاں ایک زمین کا ٹکڑا تھا جس کے متعلق کوئی بے بنیاد جھگڑا چل رہا تھا۔ ایسی حالت میں اسے بیچنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ محض چندروز میں ہی میری یہ زمین بک گئی اور اسی دوران مجھے دوسرے علاقے میں ایک معمولی سا گھر بھی مل گیا جسے میں نے خرید کر اپنا سامان اس میں منتقل کرنا شروع کردیا۔ یہ بارشوں کے دن تھے، چنانچہ سڑکوں پر جمع پانی اور گارے سے گزر گزر کر میں نے گھر کا سامان منتقل کیا۔ میرا قصور صرف یہ تھا کہ میں نے حق کی طرف بلانے والی آواز پر لبّیک کہا تھا۔

اس عرصہ میں خدا تعالیٰ نے اپنی خاص عنایتوں اور فضلوں سے میرے زخموں پر مرہم رکھا۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ان سنگین حالات میں یہ زمین کا ٹکڑا اتنی جلدی بِک جانا میرے لئے کسی معجزہ سے کم نہ تھا۔

یہی نہیں بلکہ جب مجھے جیل میں ڈالا گیا تو میں اس وقت سرکاری ملازم تھا۔ میں نے اس عرصہ کے ملازمت کے حقوق حاصل کرنے کے لئے مقدمہ دائر کیا ہؤا تھا۔ اس کا فیصلہ بھی انہی ایام میں میرے حق میں ہوگیا اور مجھے اس قدر مالی تعویض مل گئی جس سے میرے تمام قرض ادا ہوگئے نیز میں نے نئے گھر کی مرمت کروالی اور اس میں ہی ایک معمولی سی دکان کھول لی۔

لیکن سب سے بڑی بات جو میرے دل پر برد وسلام بن کر نازل ہوئی یہ تھی کہ نیا گھر خرید کر جب میں پہلے روز اس میں داخل ہؤا تو اس کی ایک دیوار کی اینٹوں کے مابین کاغذ کا ایک ٹکڑا اٹکا ہوا دیکھا۔ میں نے اس کاغذ کو نکال کر کھولا تو اس پر یہ آیت مبارکہ لکھی ہوئی تھی: {فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾ یعنی تو اس سے دل برا نہ کر جو وہ کرتے رہے ہیں۔

اس قدر نشانات کے بعد میں نے فوراً باضابطہ طور پر بیعت کرنے کا ارادہ کرلیا۔ مجھ سے پہلے میرے ساتھی فاروق کے ذہن میں یہ خیال آیا اور اس نے صدر جماعت مصر سے رابطہ کرلیا اور بیعت فارم لے آیا۔ یوں ہم دونوں نے 2013ء میں بیعت کرلی۔

میری بیعت کے بعد اب میرے علاقے کے تین اور دوستوں نے بھی بیعت کرلی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

...........(باقی آئندہ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2015ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر168)

قارئین الفضل کی خدمت میں سال 2014ء اور ماہ اپریل 2015ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ وامان میں رکھے، اورشریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔آمین

سال 2014ء پر ایک طائرانہ نظر

پاکستان میں موجود جماعتِ احمدیہ کے مرکزی دفتر کی جانب سے سال 2014ء کے اختتام پر سال بھر میں احمدیوں کے خلاف ہونے والے نفرت آمیز اور اشتعال انگیز پراپیگنڈا اور اس کے نتیجہ میں معصوم اور محبِ وطن شہریوں پر ہونے والے مظالم کے بارے میں ایک مختصر پریس ریلیز جاری کی گئی ہے۔یہ پریس ریلیز قارئین کے لئے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

"2014 : پاکستانی احمدیوں کے انسانی حقوق کی پامالی کا سلسلہ جاری رہا۔

محض عقیدہ کے اختلاف پر 11 احمدی زندگی سے محروم کردیئے گئے۔

گوجرانوالہ میں بے بنیاد اور جھوٹا الزام لگا کر ہجوم نے احمدیوں کی دکانیں اور گھر نذرآتش کر دیئے۔ایک احمدی خاندان کی 3 زندگیوں کے چراغ گل کردیئے گئے۔

احمدیوں کے خلاف جاری ظلم وتعدی کے سلوک پر ریاست کی بے اعتنائی حسب معمول رہی۔

نفرت انگیز لٹریچر کی اشاعت اور کھلے عام تقسیم جاری رہی۔احمدیوں کے سماجی ومعاشی بائیکاٹ سے لے کر قتل تک کی ترغیب دی جارہی ہے۔

سرکاری حکام کی اس ضمن میں معنی خیز خاموشی کا حکومتی سرپرستی کے سوا کیا مطلب ہے؟

حکومت اپنی اعلان شدہ پالیسی کے باوجود، محض چند شرپسند عناصر کے خوف سے احمدیوں کے تعلیمی اداروں کی واپسی سے انکاری ہے۔

2014 میں اردو اخبارات نے 2 ہزار سے زائد خبریں پروپیگنڈہ کے طور پر شائع کیں۔

سال 2014 کے حوالے سے جماعت احمدیہ نے اپنی سالانہ رپورٹ جاری کردی۔

ربوہ: (پ ر) جماعت احمدیہ پاکستان کے ترجمان سلیم الدین نے گزشتہ روز جماعت احمدیہ کے خلاف 2014ء میں ہونے والے ظلم وستم کے واقعات پر مبنی سالانہ رپورٹ جاری کرتے ہوئے بتایا کہ احمدیوں کے خلاف نفرت وتشدد میں اضافہ ہوا۔سال 2014ء میں 11 احمدی عقیدہ کے اختلاف کی بنا پر قتل کردیئے گئے۔ احمدیوں کی ٹارگٹ کلنگ کے زیادہ واقعات پنجاب میں ہوئے۔گوجرانوالہ میں بے بنیاد الزام لگا کر گوجرانوالہ میں احمدیوں کی دکانیں اور گھر نذرآتش کردیئے جس کے نتیجے میں ایک ہی خاندان کے 3 افراد زندگی سے محروم ہوگئے۔اس موقع پر پولیس بھی موجود تھی۔جس نے احمدیوں کے تحفظ کے لئے مؤثر اقدامات نہ کئے۔

ترجمان نے احمدیوں کے سماجی بائیکاٹ کے حوالے سے انتہا پسندوں کی مہم کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ یہ سلسلہ اب منبرومحراب سے نکل کر عام بازاروں تک آ پہنچا ہے اور مختلف شہروں میں دکانداروں نے اپنی دکانوں پر ایسے سٹکرز اور بینرز لگا رکھے ہیں جن پر تحریر کیا گیا ہے کہ ان دکانوں میں احمدیوں کا داخلہ منع ہے۔انہوں نے کہا کہ دیہات اور قصبات کا کیا ذکر، کہ اس تعصب اور انتہا پسندی نے صوبائی دارالحکومت لاہور، یہاں تک کہ وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔انہوں نے کہا کہ احمدیوں کے خلاف انتہا پسند عناصر وطن عزیز کے طول وعرض میں سرگرم عمل ہیں اور سرکاری حکام کی جانب سے کسی قسم کی کارروائی دیکھنے میں نہیں آئی۔انہوں نے کہا کہ نفرت وتعصب کے اس بہیمانہ سلوک کا شکار زندہ احمدیوں کے ساتھ ساتھ دنیا سے گزر جانے والے احمدی بھی ہیں۔مثال کے طور پر چک 96 گ ب صریح تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں انتہا پسند عناصر کے دباؤ پر باوردی پولیس اہلکاروں نے احمدیوں کی قبروں کے کتبوں کو ہتھوڑوں سے توڑ دیا۔

ترجمان نے کہا کہ ذرائع ابلاغ کا احمدیوں کے حوالے سے رویّہ سوالیہ نشان ہے۔ذرائع ابلاغ کا فرض ہے کہ سچی اور بے لاگ خبروں سے عوام کو آگاہ کریں اس کے ساتھ ساتھ ضابطہ اخلاق کے مطابق ایسی کوئی خبر، آرٹیکل، پروگرام شائع یا نشر نہیں کر سکتے جو نفرت انگیز مواد پر مشتمل ہو۔دوران سال اردو اخبارات نے تقریباً 2 ہزار سے زائد بے بنیاد اور شر انگیز خبریں پروپیگنڈے کے تحت شائع کیں۔الیکٹرانک میڈیا کے حوالے سے انہوں نے بتایا کہ بی بی سی اردو کا پروگرام "سیربین" جو باقاعدگی سے نجی چینل "آج ٹی وی" پر نشر ہوتا ہے مورخہ 31 جولائی 2014ء کو پروگرام نشر نہیں کیا گیا کیونکہ اس میں سانحہ گوجرانوالہ کے حوالے سے رپورٹنگ کی گئی تھی۔ایک اور پروگرام بھی نشر نہیں کیا گیا جس میں دوسری آئینی ترمیم کے حوالے سے بات کی گئی۔انہوں نے مزید کہا کہ آرمی پبلک سکول پر دہشتگردوں کے سفاکانہ حملوں کے بعد جب ساری قوم میں انتہا پسندوں کے خلاف یکسوئی پیدا ہوئی تو ان کے عذرخواہوں نے دہشت گردوں کے خلاف بننے والی فضا کا رخ احمدیوں کی جانب موڑنے کی کوشش کی۔22 دسمبر کو "جیو" ٹی وی کے مارننگ شو "صبح پاکستان" میں ایک نام نہاد عالم دین نے دہشت گردی کے پیچھے احمدیوں کا ہاتھ قرار دیا۔ترجمان نے اس حوالے سے کہا کہ باشعور اور محبّ وطن پاکستانیوں کی کثیر تعداد نے سوشل میڈیا پر احمدیوں کے خلاف نفرت پھیلانے والے اس پروگرام کی مذمت کی۔ترجمان نے کہا کہ ذرائع ابلاغ میں سلجھے ہوئے اور روشن ضمیر افراد کی ایک بڑی تعداد موجود یقیناً موجود ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ اپنی طاقت کو پہچانیں اور جرأت کے ساتھ اس ظلم کے خلاف کھل کر آواز بلند کریں۔

ترجمان نے کہا کہ 1984ء کے امتیازی قوانین بنیادی انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزی ہیں اور آئین پاکستان نیز قائداعظم کے تصور پاکستان کی روح کے منافی ہیں۔یہ امتیازی قوانین انتہا پسند عناصر کا ہتھیار بن چکے ہیں۔اس لئے ان قوانین کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔

جماعت احمدیہ کے ترجمان کے مطابق 1984ء کے بدنام زمانہ امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہونے کے بعد سے اب تک احمدیوں کو سیاسی، سماجی اور قانونی سطح پر امتیازی اور ناروا سلوک کا سامنا ہے۔ان امتیازی قوانین کے جاری ہونے کے بعد سے 31 دسمبر 2014ء تک 249 احمدیوں کو عقیدے کے اختلاف کی بنا پر قتل کیا جاچکا ہے۔جبکہ 317 پر قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں۔احمدیوں کی 27 عبادتگاہوں کو مسمار کیا گیا جبکہ 31 کو سرکاری انتظامیہ نے غیر منصفانہ طور پر سربمہر کردیا۔39 احمدیوں کی تدفین کے بعد لاشوں کی بے حرمتی کرتے ہوئے انہیں قبر کھود کر باہر نکال دیا گیا۔جبکہ 65 احمدیوں کی مشترکہ قبرستانوں میں تدفین نہیں ہونے دی گئی۔ 52 عبادتگاہوں کی تعمیر روک دی گئی۔

ترجمان کے مطابق سال 2014ء کے دوران بھی ربوہ چناب نگر (جہاں 95 فی صد سے زائد احمدی آباد ہیں) احمدیوں کو کسی قسم کے مذہبی اجتماع یا جلسہ کی اجازت نہیں دی گئی جبکہ معاندین کو کھلی چھوٹ دی گئی کہ وہ جہاں چاہیں جب چاہیں بیرون شہر سے لوگوں کو ربوہ میں لا کر جلسے جلوس کریں اور احمدیوں اور ان کے واجب الاحترام بزرگوں کو غلیظ گالیاں نکالیں۔اس کے برعکس احمدیوں کو کھیلوں کے پروگرام تک کھلے عام منعقد کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

ترجمان نے کہا کہ محض مذہبی تعصب کی بنا پر احمدیوں کے کاروبار میں رکاوٹیں ڈالی جارہی ہیں اور انہیں شرپسند عناصر کی جانب سے ہراساں کیا جارہا ہے۔اسی طرح احمدیوں کو دوران ملازمت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔اسی طرح احمدی طلبا وطالبات کو تعلیمی اداروں میں تعصب اور مذہبی بنیادوں پر مخالفت کا سامنا ہے۔

ترجمان جماعت احمدیہ نے پاکستان کے انصاف پسند حلقوں سے اپیل کی ہے کہ وہ حکومت پر زور دیں کہ وہ مذہبی تعصّبات کے خاتمے کے لئے مؤثر اقدامات کرے تاکہ وطن عزیز میں فرقہ واریت اور انتہا پسندی کا خاتمہ ہوسکے اور ہمارا پیارا وطن پاکستان حقیقی ترقی اور امن و سلامتی کی راہوں پر گامزن ہوسکے۔"

جماعتِ احمدیہ کے خلاف جلسے جلوس

اپریل 2015ء: میڈیا میں اس بات کا شور ہے کہ دسمبر 2014ء میں ہونے والے انتہائی افسوسناک سانحہ پشاور کے بعد حکومتِ پاکستان نے مذہبی شدّت پسند عناصر سے نمٹنے کے لئے ایک نیا ایکشن پلان تجویز کیا ہے۔

اس NAP (نیشنل ایکشن پلان) کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ہم یہاں مذہبی شدّت پسندوں کی جانب سے جماعتِ احمدیہ کے خلاف ہونے والی کارروائیوں کا ذکر کیے دیتے ہیں۔ذیل میں ہم سرِ عام کیے جانے والے ان جلسے جلوسوں کی ایک فہرست درج کر رہے ہیں جو کہ پنجاب کے مختلف علاقوں میں صرف اپریل کے مہینہ میں کیے گئے۔ ختمِ نبوّت کے مقدّس نام پر منعقد ہونے والے جلسوں جلوسوں میں مقرّرین کیا تقاریر کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے اس کا بیان بارہا ہماری اس رپورٹ میں آچکا ہے۔ یہ عرض کرتے چلیں کہ یہ فہرست صوبہ پنجاب کے دارالحکومت لاہور سے شائع ہونے والے اردو اخبارات میں شائع ہونے والے ان جلسوں کے اشتہارات سے اخذ کی گئی ہے۔اپریل میں ہونے والے تمام جلسے اس فہرست میں شامل نہیں:

تاریخ	مقام جلسہ	آرگنائزر
2/اپریل	چیچہ وطنی	تحریکِ ختمِ نبوّت
4/اپریل	نارووال	تحریکِ ختمِ نبوّت
4/اپریل	قصور	تحریکِ ختمِ نبوّت
7/اپریل	لاہور	مرکزی تحریکِ ختمِ نبوّت
12/اپریل	ٹوبہ ٹیک سنگھ	تحریکِ ختمِ نبوّت
16/اپریل	لاہور	جامعہ اشرفیہ
18/اپریل	حافظ آباد	تحریکِ ختمِ نبوّت
18/اپریل	قصور	تحریکِ ختمِ نبوّت
21/اپریل	فیصل آباد یوسی 205	جمعیت علمائے اسلام
22/اپریل	قصور	جامعہ رحیمیہ
24/اپریل	جھنگ صدر	انٹرنیشنل ختمِ نبوّت موومنٹ
26/اپریل	نیو مسلم ٹاؤن لاہور	مجلسِ احرار
26/اپریل	لاہور	علماء/مدینہ کانفرنس
26/اپریل	چناب نگر	جامعہ اسلامیہ
26/اپریل	ننکانہ صاحب	تحریکِ ختمِ نبوّت
29/اپریل	لاہور	عالمی مجلس تحریکِ ختمِ نبوّت
30/اپریل	فیصل آباد	جامعہ عثمانیہ

ان تمام کانفرنسوں میں جو کچھ بھی بڑے بڑے اسپیکرز پر جماعتِ احمدیہ کے خلاف کہا گیا وہ سب کا سب نیشنل ایکشن پلان کی واضح خلاف ورزی تھا۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ملّاں ختمِ نبوّت، گستاخیٔ رسولؐ ، نفاذِ شریعت وغیرہ کے نام پر فرقہ واریت کو ہوا دینے کا کام کر رہا ہے اور یہی وہ بنیادیں ہیں جس پر ایک دہشتگرد کی شخصیت کی بنیادیں رکھی جاتی ہیں۔

جب اس قسم کی نفرت انگیز کارروائیاں احمدیوں کے خلاف ببانگِ دہل کی جارہی ہوتی ہیں تو انتظامیہ 'صرفِ نظر' کرتی دکھائی دیتی ہے۔تاریخ بہت سے تلخ حقائق اپنے اندر رکھتی ہے۔اس سے سبق سیکھنے والی قومیں ہی دنیا میں ترقی کر پاتی ہیں۔غالباً آج پاکستان کے اربابِ اختیار کو یاد نہیں کہ 1953ء میں ایسی ہی کارروائیاں بڑی شکل اختیار کر کے قابو سے باہر ہوگئی تھیں اور فسادات پھوٹ پڑنے تھے جس کی وجہ سے پاکستان کی صوبائی اور مرکزی حکومتیں اپنے اختیار سے ہاتھ دھو بیٹھی تھیں اور ملک میں پہلا مارشل لاء لگانا پڑا تھا۔

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

گزشتہ جمعہ میں مَیں نے بتایا تھا کہ پنجاب حکومت نے جماعت کے بعض جرائد اور کتب پر پابندی لگائی ہے کہ ان کی اشاعت نہیں ہوسکتی یا ڈسپلے (display) وغیرہ نہیں ہوسکتا اور اس بات کی وہاں کی بعض اخبارات نے خبریں بھی دیں۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ان نام نہاد علماء کے کہنے پر اسی طرح کی حرکتیں پہلے بھی ہوتی رہی ہیں اور ہوتی رہتی ہیں۔ اور ابتدا سے ہی جب سے کہ جماعت احمدیہ قائم ہے اس قسم کی حرکتیں یہ لوگ کرتے چلے آرہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ ان حرکتوں سے نہ پہلے کبھی جماعت کو نقصان پہنچا اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ کبھی پہنچے گا۔ نہ ہی یہ پہنچا سکتے ہیں۔ نہ ہی کسی ماں نے وہ بچہ جنا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدائی مشن کو ان باتوں سے روک سکے۔

کبھی انہوں نے یہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کی کہ یہ دیکھیں کہ اسلام کی حقیقی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور مقام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس طرح بیان فرمایا ہے اور جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں یہ سب کچھ کس خوبصورتی سے پیش کیا جاتا ہے۔

ہمیشہ کی طرح ان مخالفین کے یہ عمل ہمارے ایمانوں میں جلاء پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق میں بڑھنے کے لئے کھاد کا کام دینے والے ہونے چاہئیں۔ اگر ہماری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کی طرف توجہ کم تھی تو اب زیادہ توجہ پیدا ہونی چاہئے۔

ایک پنجاب کی حکومت کی روک سے تو کیا تمام دنیا کی حکومتوں کی روکوں سے بھی یہ کام نہیں رک سکتا کیونکہ یہ انسانی کوششوں سے کئے جانے والے کام نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم و معرفت کے خزانوں کے ساتھ بھیجا ہے اور کامیابی کا وعدہ فرمایا ہے۔ ہمیشہ ہم نے یہی دیکھا ہے کہ بڑی بڑی روکوں اور مخالفتوں کے بعد جماعت کی ترقی زیادہ ابھر کر سامنے آئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اب تو دنیا کے اور ممالک میں بھی چھپ رہی ہیں۔ ویب سائٹ پر بھی میسر ہیں۔ آڈیو میں بھی بعض کتب میسر ہیں اور باقی بھی انشاء اللہ تعالیٰ جلدی مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ایک زمانہ تھا جب یہ فکر تھی کہ اشاعت پر پابندی سے نقصان ہوسکتا ہے۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ علم و معرفت کے خزانے جو ہیں یہ فضاؤں میں پھیلے ہوئے ہیں جو ایک بٹن دبانے سے ہمارے سامنے آجاتے ہیں۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام اور کتب سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ ایم ٹی اے پر بھی میں نے اب سوچا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس پہلے سے زیادہ وقت بڑھا کر دیا جائے گا اور اس طرح پاکستان کے ایک صوبے کے قانون کی وجہ سے دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا فائدہ ہوجائے گا۔ ہر جو روک ہوتی ہے مخالفت ہوتی ہے ہمیں فائدہ پہنچاتی ہے۔ نئے راستوں اور ذرائع کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر یہ بھی ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ کہ اس سے نہ صرف اصل زبان میں کتابیں چھپیں گی یا درس ہوں گے بلکہ بہت ساری قوموں کی مقامی زبانوں میں بھی یہ مواد میسر آجائے گا۔

حمد الٰہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان، آپؐ کے خُلقِ عظیم، آپؐ کے احسانات، مقام ختم نبوت و شفاعت سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پُرشوکت تحریروں سے نمونۃً چند روح پرور اقتباسات کا تذکرہ

مکرم محمد موسیٰ صاحب درویش قادیان اور مکرمہ صاحبزادی سیّدہ امۃ الرفیق صاحبہ بنت حضرت سید میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 15/مئی 2015ء بمطابق 15 ہجرت 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ- اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ جمعہ میں مَیں نے بتایا تھا کہ پنجاب حکومت نے جماعت کے بعض جرائد اور کتب پر پابندی لگائی ہے کہ ان کی اشاعت نہیں ہوسکتی یا ڈسپلے (display) وغیرہ نہیں ہوسکتا اور اس بات کی وہاں کی بعض اخبارات نے خبریں بھی دیں۔ آجکل فون پر ہی تصویری عکس، میسجز (messages) اور مختلف قسم کے پیغام بھیجنے کے جو طریقے ہیں ان کے ذریعہ سے منٹوں میں خبریں دنیا میں گردش کرجاتی ہیں۔ یہ سن کے، دیکھ کے مجھے بھی لوگ خط لکھتے ہیں۔ فیکس وغیرہ کے ذریعہ سے پریشانی کا اظہار کرتے ہیں۔ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ باتیں کوئی نئی چیز نہیں ہیں۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ان نام نہاد علما کے کہنے پر اسی طرح کی حرکتیں پہلے بھی ہوتی رہی ہیں اور ہوتی رہتی ہیں۔ اور ابتدا سے ہی جب سے کہ جماعت احمدیہ قائم ہے اس قسم کی حرکتیں یہ لوگ کرتے چلے آرہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ ان حرکتوں سے نہ پہلے کبھی جماعت کو نقصان پہنچا اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ کبھی پہنچے گا۔ نہ ہی یہ پہنچا سکتے ہیں۔ نہ ہی کسی ماں نے وہ بچہ جنا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدائی مشن کو ان باتوں سے روک سکے۔ ان علماء نام نہاد علماء اور ان کی طرف دیکھنے والی حکومتوں کو احمدیت کی ترقی دیکھ کر حسد کے اظہار کا کوئی بہانہ چاہئے۔ اس حسد میں یہ اتنے اندھے ہیں کہ ان کی عقل پر بالکل پردے پڑ جاتے ہیں۔ بظاہر پڑھے لکھے لوگ جاہلوں سے بڑھ کر

اپنی حالتوں کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ کبھی انہوں نے یہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کی کہ یہ دیکھیں کہ اسلام کی حقیقی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور مقام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس طرح بیان فرمایا ہے اور جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں یہ سب کچھ کس خوبصورتی سے پیش کیا جاتا ہے۔ انصاف پسند مسلمان جو ہیں، عربوں میں سے بھی اور دوسری قوموں میں سے بھی جب یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ حقیقت کیا ہے، جب جماعت کا لٹریچر دیکھتے ہیں، کتب دیکھتے ہیں اور پھر پتا لگتا ہے کہ حقیقت کیا ہے تو حیران ہوتے ہیں کہ ان نام نہاد علماء نے جو اپنے آپ کو اسلام کا علمبردار سمجھتے ہیں کس طرح جھوٹ اور فریب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خیالات کو، تعلیمات کو، آپ کی تحریرات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے اور کرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کی شان کو کس طرح بیان فرمایا ہے ہمارے ایم ٹی اے کے جو لائیو ٹی وی پروگرام ہوتے ہیں ان میں بھی اور خطوط کے ذریعہ سے بھی اکثر لوگ اس بات کا اظہار کرتے ہیں جو ابھی احمدی نہیں ہوئے کہ ہمیں اس مقام اور اس شان کا اب پتا لگا ہے۔ نہیں تو ان علماء نے تو ہمیں جہالت کے پردے میں رکھا ہوا تھا۔ لوگوں پر یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ احمدیت کی دشمنی میں یہ لوگ شعوری طور پر یا لاشعوری طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے نام پر حرف لانے کا باعث بن رہے ہیں۔

بہرحال ان علماء کا تو دین ہی دشمنی اور فساد ہے۔ اس لئے کبھی یہ کوشش نہیں کریں گے کہ ہم حقیقت معلوم کریں چاہے اس کی وجہ سے سادہ لوح مسلمانوں میں جتنا بھی بگاڑ پیدا ہو جائے۔ بہرحال یہ تو ان کے کام ہیں یہ کرتے رہیں گے اور کرتے چلے جائیں گے کیونکہ ان کو دین سے زیادہ اپنے ذاتی مفادات پیارے ہیں لیکن ہمیشہ کی طرح ان مخالفین کے یہ عمل ہمارے ایمانوں میں جلاء پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق میں بڑھنے کے لئے کھاد کا کام دینے والے ہونے چاہئیں۔ اگر ہماری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کی طرف توجہ کم تھی تو اب زیادہ توجہ پیدا ہونی چاہئے۔

ایک پنجاب کی حکومت کی روک سے تو کیا تمام دنیا کی حکومتوں کی روکوں سے بھی یہ کام نہیں رک سکتا کیونکہ یہ انسانی کوششوں سے کئے جانے والے کام نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم و معرفت کے خزانوں کے ساتھ بھیجا ہے اور کامیابی کا وعدہ فرمایا ہے۔ ہمیشہ ہم نے یہی دیکھا ہے کہ بڑی بڑی روکوں اور مخالفتوں کے بعد جماعت کی ترقی زیادہ ابھر کر سامنے آئی ہے۔ اپنے زعم میں ہمارے خلاف جو یہ قدم اٹھایا گیا ہے یہ تو ایک معمولی سی روک ہے۔ ہمیں تو جتنا دبایا جائے اتنا ہی اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کو بڑھاتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب بھی بہتر ہوگا۔ اس لئے کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ اس لئے زیادہ فکر اور پریشانی کی ضرورت نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اب تو دنیا کے اور ممالک میں بھی چھپ رہی ہیں۔ ویب سائٹ پر بھی میسر ہیں۔ آڈیو میں بھی بعض کتب میسر ہیں اور باقی بھی انشاء اللہ تعالیٰ جلدی مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ایک زمانہ تھا جب یہ فکر تھی کہ اشاعت پر پابندی سے نقصان ہو سکتا ہے۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ علم و معرفت کے جو خزانے ہیں یہ فضاؤں میں پھیلے ہوئے ہیں جو ایک بٹن دبانے سے ہمارے سامنے آ جاتے ہیں۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام اور کتب سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ ایم ٹی اے پر بھی میں نے اب سوچا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس پہلے سے زیادہ وقت بڑھا کر دیا جائے گا اور اس طرح پاکستان کے ایک صوبے کے قانون کی وجہ سے دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا فائدہ ہو جائے گا۔ ہر جو روک ہوتی ہے، مخالفت ہوتی ہے ہمیں فائدہ پہنچاتی ہے۔ نئے راستوں اور ذرائع کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر یہ بھی ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ کہ اس سے نہ صرف اصل زبان میں کتابیں چھپیں گی یا درس ہوں گے بلکہ بہت ساری قوموں کی مقامی زبانوں میں بھی یہ مواد میسر آ جائے گا۔ پس جن کے دلوں میں کسی بھی قسم کی پریشانی ہے کیونکہ لوگ لکھتے ہیں اس لئے مجھے کہنا پڑ رہا ہے وہ اپنے دلوں سے نکال دیں۔

ہمارے لٹریچر کے خلاف یہ جو ساری کارروائی کی گئی ہے اس سے ایک بات بہرحال واضح ہے اور یہ بڑی ابھر کر سامنے آ گئی ہے، پہلے بھی ہمیشہ آتی ہے کہ یہ لوگ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بہت بڑھے ہوئے ہیں اور اسلامی تعلیمات کے یہ بہت بڑے علمبردار ہیں اور اس وجہ سے یہ ہماری مخالفت کرتے ہیں انہوں نے انصاف کی نظر سے نہ کبھی جماعت کے لٹریچر کو پڑھا ہے، نہ پڑھنے کی کوشش کی ہے۔ ویسے تو عموماً ہماری طرف سے ان کے دعوے کی حقیقت اور ان کا اصل چہرہ ان کو دکھایا جاتا رہتا ہے لیکن میں نے سوچا ہے کہ آج بھی مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے حوالے سے جن میں ہمارے مخالفین کے خیال میں نعوذ باللہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے خلاف باتیں کی گئی ہیں، شان کے خلاف باتیں کی گئی ہیں، تعلیمات کے خلاف باتیں کی گئی ہیں، یا ان میں نفرت اور دلآزاری کا مواد ہے۔ یہ سارے مضامین تو بڑے وسیع ہیں اس میں سے چند وہ حوالے پیش کروں، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور مقام کے ہمیں دکھائے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرنے والا کوئی شخص ان کو سننے اور پڑھنے سے اپنے کان اور آنکھیں بند کر سکتا ہے!؟ بہرحال ان نام نہاد علماء سے ہمیں کوئی غرض نہیں لیکن ایسے ہزاروں وہ لوگ جو ہماری باتیں ایم ٹی اے کے ذریعہ سنتے ہیں ان کے دلوں کو مزید کھولنے کے لئے اور احمدیوں کے دل و دماغ میں مزید جِلاء پیدا کرنے کے لئے، اس کا صحیح اِدراک پیدا کرنے کے لئے میں کچھ حوالے پیش کروں گا۔

پہلا مثلاً حمد الٰہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا پیارا انداز جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’الٰہی تیرا ہزار ہزار شکر کہ تو نے ہم کو اپنی پہچان کا آپ راہ بتایا اور اپنی پاک کتابوں کو نازل کر کے فکر اور عقل کی غلطیوں اور خطاؤں سے بچایا اور درود اور سلام حضرت سید الرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل و اصحاب پر کہ جس سے خدا نے ایک عالم گم گشتہ کو سیدھی راہ پر چلایا۔ وہ مربی اور نفع رساں کہ جو بھولی ہوئی خلقت کو پھر راہ راست پر لایا۔ وہ محسن اور صاحب احسان کہ جس نے لوگوں کو شرک اور بتوں کی بلا سے چھڑایا۔ وہ نور اور نور افشاں کہ جس نے توحید کی روشنی کو دنیا میں پھیلایا۔ وہ حکیم اور معالج زمان کہ جس نے بگڑے ہوئے دلوں کا راستی پر قدم جمایا۔ وہ کریم اور کرامت نشان کہ جس نے مُردوں کو زندگی کا پانی پلایا۔ وہ رحیم اور مہربان کہ جس نے امت کے لئے غم کھایا اور درد اٹھایا۔ وہ شجاع اور پہلوان جو ہم کو موت کے منہ سے نکال کر لایا۔ وہ حلیم اور بے نفس انسان کہ جس نے بندگی میں سر جھکایا اور اپنی ہستی کو خاک سے ملایا۔ وہ کامل موحّد اور بحر عرفان کہ جس کو صرف خدا کا جلال بھایا اور غیر کو اپنی نظر سے گرایا۔ وہ معجزۂ قدرت رحمٰن کہ جو اُمّی ہو کر سب پر علومِ حقّانی میں غالب آیا اور ہر یک قوم کو غلطیوں اور خطاؤں کا ملزم ٹھہرایا۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ اوّل، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 17)

پھر کسی بھی شخص کے اعلیٰ اخلاق کا یا اس کے تکالیف میں مبتلا ہونے سے پتا چلتا ہے یا کشائش میں اور طاقت میں جب اس کو حاصل ہوتی ہے تب پتا چلتا ہے۔ اور اس کا سب سے بڑھ کر اظہار اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور اس کے خاص مقربوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اور اس میں بھی سب سے بڑھ کر جو اعلیٰ مقام ہے اس کا اظہار ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں نظر آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق ایام مصائب اور زمانہ فتوحات میں کیا تھے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’انبیاء اور اولیاء کا وجود اس لئے ہوتا ہے کہ تا لوگ جمیع اخلاق میں ان کی پیروی کریں اور جن امور پر خدا نے ان کو استقامت بخشی ہے اس جادۂ استقامت پر سب حق کے طالب قدم ماریں (یعنی اس پر چلنے کی کوشش کریں) اور یہ بات نہایت بدیہی ہے (صاف ظاہر ہے) کہ اخلاق فاضلہ کسی انسان کے اس وقت بہ پایۂ ثبوت پہنچتے ہیں کہ جب اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوں (ہر اخلاق کا ایک وقت ہوتا ہے جب اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوں تو وہیں پتا لگتا ہے کہ وہ ثابت ہو رہے ہیں) اور اسی وقت دلوں پر ان کی تاثیریں بھی ہوتی ہیں۔ مثلاً عفو وہ معتبر اور قابل تعریف ہے کہ جو قدرت انتقام کے وقت میں ہو۔ (جب کسی میں انتقام لینے کی طاقت ہو اس وقت معاف کرنا یہی قابل تعریف ہے) اور پرہیزگاری وہ قابل اعتبار ہے کہ جو نفس پروری کی قدرت موجود ہوتے ہوئے پھر پرہیزگاری قائم رہے۔ غرض خدائے تعالیٰ کا ارادہ انبیاء اور اولیاء کی نسبت یہ ہوتا ہے کہ ان کے ہر یک قسم کے اخلاق ظاہر ہوں اور بہ پایۂ ثبوت پہنچ جائیں۔ سو خدائے تعالیٰ اسی ارادہ کو پورے کرنے کی غرض سے ان کی نورانی عمر کو دو حصہ پر منقسم کر دیتا ہے۔ (دو حصے آتے ہیں) ایک حصہ تنگیوں اور مصیبتوں میں گزرتا ہے اور ہر طرح سے دکھ دیئے جاتے ہیں اور ستائے جاتے ہیں تا وہ اعلیٰ اخلاق ان کے ظاہر ہو جائیں کہ جو بجز سخت تر مصیبتوں کے ہرگز ظاہر اور ثابت نہیں ہو سکتے۔ اگر ان پر وہ سخت تر مصیبتیں نازل نہ ہوں تو یہ کیونکر ثابت ہو کہ وہ ایک ایسی قوم ہے کہ مصیبتوں کے پڑنے سے اپنے مولیٰ سے بے وفائی نہیں کرتے بلکہ اور بھی آگے قدم بڑھاتے ہیں اور خداوند کریم کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے سب کو چھوڑ کر انہیں پر نظر عنایت کی اور انہیں کو اس لائق سمجھا کہ اس کے لئے اور اس کی راہ میں ستائے جائیں۔ سو خدائے تعالیٰ ان پر مصیبتیں نازل کرتا ہے تا ان کا صبر، ان کا صدق قدم، ان کی مردمی، ان کی استقامت، ان کی وفاداری، ان کی فتوّت شعاری (یعنی جوانمردی) لوگوں پر ظاہر کر کے اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْکِرَامَةِ کا مصداق ان کو ٹھہراوے۔ کیونکہ کامل صبر بجز کامل مصیبتوں کے ظاہر نہیں ہو سکتا اور اعلیٰ درجہ کی استقامت اور ثابت قدمی بجز اعلیٰ درجہ کے زلزلے کے معلوم نہیں ہو سکتی اور یہ مصائب حقیقت میں انبیاء اور اولیاء کے لئے روحانی نعمتیں ہیں جن سے دنیا میں ان کے اخلاق فاضلہ جن میں وہ بے مثل اور مانند ہیں ظاہر ہوتے ہیں اور آخرت میں ان کے درجات کی ترقی ہوتی ہے۔ اگر خدا ان پر یہ مصیبتیں نازل نہ کرتا تو یہ نعمتیں

بھی ان کو حاصل نہ ہوتیں اور نہ عوام پر ان کے شمائل حسنہ کماحقہٗ کھلتے بلکہ دوسرے لوگوں کی طرح اور ان کے مساوی ٹھہرتے (پھر تو سارے ایک جیسے ہو جاتے) اور گو اپنی چندروزہ عمر کو کیسے ہی عشرت اور راحت میں بسر کرتے پر آخر ایک دن اس دارِفانی سے گزر جاتے اور اس صورت میں نہ وہ عیش اور عشرت ان کی باقی رہتی نہ آخرت کے درجات عالیہ حاصل ہوتے۔ نہ دنیا میں ان کی وہ فتوت اور جوانمردی اور وفاداری اور شجاعت شہرۂ آفاق ہوتی جس سے وہ ایسے ارجمند ٹھہرے جن کا کوئی مانند نہیں۔ اور ایسے یگانہ ٹھہرے جن کا کوئی ہم جنس نہیں اور ایسے فرد الفرد ٹھہرے جن کا کوئی ثانی نہیں اور ایسے غیب الغیب ٹھہرے جن تک کسی ادراک کی رسائی نہیں اور ایسے کامل اور بہادر ٹھہرے کہ گویا ہزار ہا شیر ایک قالب میں ہیں اور ہزار ہا پلنگ (مطلب چیتے) ایک بدن میں جن کی قوت اور طاقت سب کی نظروں سے بلند تر ہوگئی اور جو تقرب کے اعلیٰ درجات تک پہنچ گئی۔

(یہ ساری چیزیں ہیں جو ظاہر ہوتی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے قرب کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جاتی ہیں۔)

اور دوسرا حصہ انبیا اور اولیاء کی عمر کا فتح میں، اقبال میں، دولت میں بمرتبۂ کمال ہوتا ہے تا وہ اخلاق ان کے ظاہر ہو جائیں کہ جن کے ظہور کے لئے فتح مند ہونا، صاحب اقبال ہونا، صاحب دولت ہونا، صاحب اختیار ہونا، صاحب اقتدار ہونا، صاحب طاقت ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اپنے دکھ دینے والوں کے گناہ بخشنا اور اپنے ستانے والوں سے درگزر کرنا اور اپنے دشمنوں سے پیار کرنا اور اپنے بداندیشوں کی خیرخواہی بجا لانا۔ دولت سے دل نہ لگانا، دولت سے مغرور نہ ہونا، دولتمندی میں امساک اور بخل اختیار نہ کرنا اور کرم اور جُود اور بخشش کا دروازہ کھولنا اور دولت کو ذریعہ نفس پروری نہ ٹھہرانا اور حکومت کو آلہ ظلم و تعدی نہ بنانا۔ (اگر حکومت، طاقت ہاتھ میں آ جائے تو اس کی وجہ سے ظلم نہ کرنا) یہ سب اخلاق ایسے ہیں کہ جن کے ثبوت کے لئے صاحب دولت اور صاحب طاقت ہونا شرط ہے۔ اور اسی وقت یہ بہ پایۂ ثبوت پہنچتے ہیں کہ جب انسان کے لئے دولت اور اقتدار دونوں میسر ہوں۔ پس چونکہ بجز زمانۂ مصیبت و اِدبار و زمانۂ دولت و اقتدار (کمزوری اور مصیبت کا زمانہ اور دولت اور اقتدار کا زمانہ) یہ دونوں قسم کے اخلاق ظاہر نہیں ہو سکتے۔ (یعنی یہ چیزیں، ایسے اخلاق جو ہیں کمزوری کی حالت میں بھی اور فتح کی حالت میں بھی اسی وقت ظاہر ہوتے ہیں جب انسان مصیبت کا زمانہ بھی دیکھے اور دولت اور اقتدار کا زمانہ بھی دیکھے) پھر فرمایا کہ اس لئے حکمت کاملہ ایزدی نے تقاضا کیا کہ انبیاء اور اولیاء کو ان دونوں طور کی حالتوں سے کہ جو ہزار ہا نعمتوں پر مشتمل ہیں متمتع کرے۔ لیکن ان دونوں حالتوں کا زمانہ وقوع ہر یک کے لئے ایک ترتیب پر نہیں ہوتا۔ (دونوں حالتیں ہوتی ہیں لیکن ایک ترتیب نہیں ہوتی) بلکہ حکمت الٰہیہ بعض کے لئے زمانہ امن و آسائش پہلے حصہ عمر میں میسر کر دیتی ہے اور زمانہ تکالیف پیچھے سے اور بعض پر پہلے وقتوں میں تکالیف وارد ہوتی ہیں اور پھر آخر کار نصرت الٰہی شامل ہو جاتی ہے اور بعض میں یہ دونوں حالتیں مخفی ہوتی ہیں اور بعض میں کامل درجہ پر ظہور و بروز پکڑتی ہیں (انتہائی طور پر ظاہری ہو جاتی ہیں اور فرمایا کہ) اس بارے میں سب سے اوّل قدم حضرت خاتم الرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کمال وضاحت سے یہ دونوں حالتیں وارد ہوگئیں (یعنی تنگی کے حالات بھی ہوئے اور فتح اور نصرت کے حالات بھی ہوئے) اور ایسی ترتیب سے آئیں کہ جس سے تمام اخلاق فاضلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثل آفتاب کے روشن ہوگئے اور مضمون اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کا بہ پایہ ثابت پہنچ گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا دونوں طور پر علی وجہ الکمال ثابت ہونا تمام انبیاء کے اخلاق کو ثابت کرتا ہے (آپ کے اخلاق کا کمال تک پہنچنا صرف آپ کے اخلاق کو نہیں بلکہ تمام انبیاء کے اخلاق کو ثابت کرتا ہے۔ کس طرح؟۔ فرمایا) کیونکہ آنجناب نے ان کی نبوت اور ان کی کتابوں کو تصدیق کیا (ان کی تصدیق کی) اور ان کا مقربُ اللہ ہونا ظاہر کر دیا ہے۔ پس اس تحقیق سے یہ اعتراض بھی بالکل دور ہو گیا کہ جو مسیح کے اخلاق کی نسبت دلوں میں گزر سکتا ہے یعنی یہ کہ اخلاق حضرت مسیح علیہ السلام دونوں قسم مذکورہ بالا پر علی وجہ الکمال ثابت نہیں ہو سکتے بلکہ ایک قسم کے رُو سے بھی ثابت نہیں ہیں۔ کیونکہ مسیح نے جو زمانۂ مصیبتوں میں صبر کیا تو کمالیت اور صحت اس صبر کی تب بہ پایۂ صداقت پہنچ سکتی تھی کہ جب مسیح اپنے تکلیف دہندوں پر اقتدار اور غلبہ پا کر اپنے موذیوں کے گناہ دلی صفائی سے بخش دیتا (جنہوں نے آپ کو تکلیفیں پہنچائی تھیں ان کے گناہ دلی صفائی سے بخش دیتا) جیسا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں اور دوسرے لوگوں پر بکلی فتح پا کر اور ان کو اپنی تلوار کے نیچے دیکھ کر پھر ان کا گناہ بخش دیا۔ اور صرف انہیں چند لوگوں کو سزا دی جن کو سزا دینے کے لئے حضرت احدیت کی طرف سے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) قطعی حکم وارد ہو چکا تھا۔ اور بجز ان ازلی ملعونوں کے ہر یک دشمن کا گناہ بخش دیا اور فتح پا کر سب کو لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کہا۔ اور اسے عفو تقصیر کی وجہ سے کہ جو مخالفوں کی نظر میں ایک امر محال ہوتا تھا اور اپنی شرارتوں پر نظر کرنے سے وہ اپنے تئیں اپنے مخالف کے ہاتھ میں دیکھ کر مقتول خیال کرتے تھے۔'' (یعنی ایسا عفو دکھایا جو مخالفوں کو اپنے گناہوں کی وجہ سے، اپنی غلطیوں کی وجہ سے لگتا تھا کہ بڑا مشکل ہے ہمیں معاف نہیں کیا جائے گا۔ جب وہ اپنی شرارتوں کو دیکھتے تھے تو سمجھتے تھے کہ اب ہماری سزا صرف یہی ہے کہ ہمیں قتل کیا جائے گا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معاف کر دیا۔ فرماتے ہیں کہ) ''ہزاروں انسانوں نے ایک ساعت میں دین اسلام قبول کر لیا (اسی وجہ سے) اور حقانی صبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جو ایک زمانۂ دراز تک آنجناب نے ان کی سخت سخت ایذاؤں پر کیا تھا۔ آفتاب کی طرح ان کے سامنے روشن ہو گیا (ایسا صبر تھا جو آفتاب کی طرح ان کے سامنے روشن ہو گیا) اور چونکہ فطرتاً یہ بات انسان کی عادت میں داخل ہے کہ اسی شخص کے صبر کی عظمت اور بزرگی انسان پر کامل طور پر روشن ہوتی ہے کہ جو بعد زمانہ آزارکشی کے اپنے آزار دہندہ پر قدرت انتقام پا کر اس کے گناہ کو بخش دے۔'' (یعنی کہ ایک لمبے زمانے تک آپ کو تکلیفیں دی گئیں لیکن فرمایا کہ اسی وقت اس کا اظہار ہو سکتا ہے صحیح صبر کا حقیقی صبر کا جب جس کو تکلیفیں دی جائیں اس کو جب بدلہ لینے پر، انتقام لینے پر قدرت حاصل ہو جائے، طاقت حاصل ہو جائے تب وہ ساروں کے گناہ بخش دے۔ تو یہ ہے اصل حقیقی صبر اور یہ نمونہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا) فرمایا کہ ''اس وجہ سے مسیح کے اخلاق کہ جو صبر اور حلم اور برداشت کے متعلق تھے بخوبی ثابت نہ ہوئے اور یہ امر اچھی طرح نہ کھلا کہ مسیح کا صبر اور حلم اختیاری تھا یا اضطراری تھا کیونکہ مسیح نے اقتدار اور طاقت کا زمانہ نہیں پایا تا دیکھا جاتا کہ اس نے اپنے موذیوں کے گناہ کو عفو کیا یا انتقام لیا۔ برخلاف اخلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ صدہا مواقع میں اچھی طرح کھل گئے اور امتحان کئے گئے اور ان کی صداقت آفتاب کی طرح روشن ہوگئی۔ اور جو اخلاق کرم اور جود اور سخاوت اور ایثار اور فتوت اور شجاعت اور زہد اور قناعت اور اعراض عن الدنیا (دنیا سے بے رغبتی) کے متعلق تھے، وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں ایسے روشن اور تاباں اور درخشاں ہوئے کہ مسیح کیا بلکہ دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی بھی ایسا نبی نہیں گزرا جس کے اخلاق ایسی وضاحت تامہ سے روشن ہوگئے ہوں کیونکہ خدائے تعالیٰ نے بے شمار خزائن کے دروازے آنحضرت پر کھول دیئے۔ سو آنجناب نے ان سب کو خدا کی راہ میں خرچ کیا اور کسی نوع کی تن پروری میں ایک حبّہ بھی خرچ نہ ہوا۔ (اپنے آرام پر ایک پائی بھی خرچ نہیں کی) نہ کوئی عمارت بنائی، نہ کوئی بارگاہ تیار ہوئی۔ بلکہ ایک چھوٹے سے کچے کوٹھے میں جس کو غریب لوگوں کے کوٹھوں پر کچھ بھی ترجیح نہ تھی اپنی ساری عمر بسر کی۔ بدی کرنے والوں سے نیکی کر کے دکھلائی اور وہ جو دلآزار تھے ان کو ان کی مصیبت کے وقت اپنے مال سے خوشی پہنچائی۔ سونے کے لئے اکثر زمین پر بستر اور رہنے کے لئے ایک چھوٹا سا جھونپڑا۔ اور کھانے کے لئے نانِ جَو یا فاقہ اختیار کیا۔ دنیا کی دولتیں بکثرت ان کو دی گئیں پر آنحضرتؐ نے اپنے پاک ہاتھوں کو دنیا سے ذرا آلودہ نہ کیا۔ اور ہمیشہ فقر کو تونگری پر اور مسکینی کو امیری پر اختیار رکھا اور اس دن سے جو ظہور فرمایا تا اس دن تک جو اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے (یعنی کہ ابتدائی زندگی سے لے کر آخر تک وصال تک) بجز اپنے مولیٰ کریم کے کسی کو کچھ چیز نہ سمجھا۔ اور ہزاروں دشمنوں کے مقابلہ پر معرکۂ جنگ میں کہ جہاں قتل کیا جانا یقینی امر تھا۔ (سخت مشکل جگہ ہوتی تھی) خالصًا خدا کے لئے کھڑے ہو کر اپنی شجاعت اور وفاداری اور ثابت قدمی دکھلائی۔ غرض جود اور سخاوت اور زہد اور قناعت اور مردی اور شجاعت اور محبت الٰہیہ کے متعلق جو جو اخلاق فاضلہ ہیں وہ بھی خداوند کریم نے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے ظاہر کئے کہ جن کی مثل نہ کبھی دنیا میں ظاہر ہوئی اور نہ آئندہ ظاہر ہوگی''۔

آپ فرماتے ہیں ''اور خدا نے اس ذات مقدس پر انہیں معنوں کر کے وحی اور رسالت کو ختم کیا کہ سب کمالات اس وجود باجُود پر ختم ہوگئے۔ وَھٰذَا فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔''

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 276 تا 292 حاشیہ نمبر 11)

پھر ایک عیسائی کے سوال پر وضاحت فرماتے ہوئے کہ روشنی اور نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ سوال یہ تھا کہ ''مسیح نے اپنی نسبت یہ کلمات کہے 'میرے پاس آؤ تم جو تھکے اور ماندے ہو کہ میں تمہیں آرام دوں گا' اور یہ کہ 'میں روشنی ہوں اور میں راہ ہوں۔ میں زندگی اور راستی ہوں'۔ کیا بانیٔ اسلام نے یہ کلمات یا ایسے کلمات کسی جگہ اپنی طرف منسوب کئے ہیں''۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

’’قرآن شریف میں صاف فرمایا گیا ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ (وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ) الخ (آل عمران:32) یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر خدا سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے۔‘‘ (فرمایا کہ) ’’یہ وعدہ کہ میری پیروی سے انسان خدا کا پیارا بن جاتا ہے مسیح کے گزشتہ اقوال پر غالب ہے کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں کہ انسان خدا کا پیارا ہو جائے۔ پس جس کی راہ پر چلنا انسان کو محبوب الٰہی بنا دیتا ہے اس سے زیادہ کس کا حق ہے کہ اپنے تئیں روشنی کے نام سے موسوم کرے۔ اسی لئے اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور رکھا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے قَدْ جَآءَکُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ (المائدۃ:16)۔ یعنی تمہارے پاس خدا کا نور آیا ہے۔‘‘

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 372)

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتی ہے، آپ مزید فرماتے ہیں کہ:

’’اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیار کرنا اِس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے‘‘۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کے ساتھ اپنا پیار کرنا اِس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے۔ یعنی شرط یہ لگائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرو گے تو میرا پیار حاصل ہوگا) چنانچہ فرماتے ہیں کہ ’’میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اِس طرح پر کہ خود اس کے دل میں محبتِ الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اس کا اُنس و شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے تب محبت الٰہی کی ایک خاص تجلّی اس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذباتِ نفسانیہ پر وہ غالب آ جاتا ہے اور اس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 67 تا 68)

پھر یہ بیان فرماتے ہوئے کہ سب سے کامل انسان اور کامل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں فرماتے ہیں کہ:

’’وہ انسان جس نے اپنی ذات سے، اپنی صفات سے، اپنے افعال سے، اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قُویٰ کے پرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ عِلماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا، ....وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالَم کا عالَم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا، وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحییٰ اور زکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔‘‘

(اتمام الحجۃ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض احسانات کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اس نے ہمارے لئے ایک ایسا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھیجا جو کریم ہے۔ تمام امور خیر میں صاحبِ کمال ہے۔ کمالات کے تمام انواع میں، ہر رنگ میں سبقت لے جانے والا ہے۔ تمام رسولوں اور نبیوں کا خاتم ہے۔ اُمّ القریٰ میں آنے والا موعود نبی جو سچ مچ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ اس کے فیضیابوں کی زبانیں ہر وقت اس کی ستائش سے تر رہتی ہیں اور وہ اس رُو سے بھی کامل ستائش کا مستحق ہے کہ اس نے امّت کی خاطر انتہائی مشقت و محنت اپنے اوپر لی اور دین کی عمارت کو بلند کیا اور اس لئے بھی کہ وہ ہمارے لئے ایک روشن اور تاباں کتاب لایا اور اس لئے بھی کہ اسے اپنے خداوند رب العالمین کے پیغاموں کے پہنچانے میں ہمارے لئے طرح طرح کی ایذاؤں کا نشانہ بننا پڑا۔ پھر اس لئے بھی کہ جو کچھ پہلی کتابوں میں ناتمام اور ناقص رہا تھا اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کامل کیا اور ہمیں افراط اور تفریط سے اور دیگر عیوب و نقائص سے پاک شریعت عطا کی اور اخلاق کو کمال تک پہنچایا اور جو جو کچھ ناقص تھا اسے کامل کیا اور تمام اقوامِ عالَم کو اپنا ممنون احسان کیا اور چوٹی کے فصیح و بلیغ بیانوں اور نہایت روشن وحی کے ذریعہ سے رُشد کی راہیں بتائیں اور مخلوق کو گمراہی سے بچایا اور اپنے نمونے کے ذریعہ سے کنارہ کش بنایا اور بہائم و انعام کو گویا کر دیا (یعنی ایسے لوگ جو جانوروں کی طرح رہنے والے تھے، اَن پڑھ جاہل تھے، اجڈ تھے ان کو بھی زبانیں دیں اور ان کی زبانوں کو شائستہ کر دیا۔ ان کے اخلاق کو بلند کیا) اور ان میں ہدایت کی روح پھونک دی اور تمام مرسَلین کے وارث بنا دیا اور انہیں ایسا پاک و صاف کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا میں فنا ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے لئے انہوں نے پانی کی طرح اپنے خون بہا دیئے اور کامل اطاعت کے ساتھ اپنے آپ کو بکلّی اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ پھر دوسری طرف آپ نے اچھوتے اور مخفی در مخفی لطائف و معارف اور نادر نکات کی تعلیم دے کر ہمارے جیسے آپ کے دسترخوان کا پس خوردہ کھانے والوں کو حقیقی فضیلت کے مقام پر پہنچا دیا۔ (اخلاق میں بھی اعلیٰ کر دیا، علم و معرفت میں بھی اعلیٰ کر دیا) اور آپ کی رہنمائی کے طفیل حق تعالیٰ تک پہنچنے کی راہیں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ (روحانیت میں بھی اوپر لے گئے) اور ہم فلک بریں پر جا پہنچے، بعد اس کے کہ ہم زمین میں دھنس چکے تھے۔ پس اے اللہ! روز جزا تک اور ابدالآباد تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیج۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک طاہرین طیبین پر اور آپ کے صحابہ کرام پر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناصر بھی بنے اور منصور بھی جو اللہ تعالیٰ کی چیدہ اور برگزیدہ جماعت ہے جنہوں نے اپنی جانوں اور اپنی عزتوں اور اپنی آبروؤں اور اپنے اموال اور اولاد پر اللہ تعالیٰ کو مقدم کیا۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْن‘‘۔

(البلاغ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 434-433۔ ترجمہ عربی عبارت)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

’’ہم ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تمام ادیان سے بہتر ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد وہی نبی آ سکتا ہے جس کی تربیت آپ کے فیضان سے ہوئی ہو اور آپ کی پیشگوئی کے ماتحت آیا ہو اور کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ ....اور ختم نبوت سے مراد نبوت کے کمالات کا ہمارے نبی افضل الرسل والانبیاء پر ختم ہونا ہے۔ اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپ کے بعد وہی نبی آ سکتا ہے جو آپ کی امّت میں سے اور آپ کے کامل تر پیروؤں میں سے ہو جس نے تمام کا تمام فیضان آپ ہی کی روحانیت سے پایا ہو اور آپ ہی کے نور سے منور ہوا ہو۔ اَور کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ ....اور یہی بات حق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات پر گواہ ہے اور لوگوں کو آپ کا حسن آپ کے سچے پیروؤں کے لباس میں جو کامل محبت اور اخلاص کے ساتھ آپ میں فنا ہوں دکھلاتی ہے اور اس کے خلاف بحث کرنا جہالت ہے بلکہ یہ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتر نہ ہونے کا ثبوت ہے اور اہل تدبیر کے لئے اس کی تفصیل کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جسمانی لحاظ سے تو کسی مرد کے باپ نہیں تھے لیکن آپ روحانیت کے رو سے کمال یافتہ شخص پر اپنی فیضان رسالت کے لحاظ سے باپ ہیں اور آپ تمام انبیاء کے خاتَم اور تمام مقبولوں کے سردار ہیں اور سوائے اس شخص کے جس کے پاس آپ کی مہر کا نقش ہو اور آپ کی سنّت کا پیرو ہو، کوئی شخص خدا تعالیٰ کی درگاہ میں کبھی رسائی نہیں پا سکتا اور کوئی عمل اور کوئی عبادت آپ کی رسالت کے اقرار اور آپ کے دین اور آپ کی ملت پر پختگی کے ساتھ قائم ہوئے بغیر قبول نہیں ہو سکتی۔ اور جس نے آپ کو چھوڑا اور اپنی طاقت اور مقدور بھر آپ کی تمام سنن کی پیروی نہ کی وہ ہلاک ہوا اور آپ کے بعد کوئی نئی شریعت نہیں آ سکتی اور کوئی چیز آپ کی کتاب اور آپ کے احکام کو منسوخ کرنے والی یا آپ کی پاک باتوں کو تبدیل کر دینے والی نہیں ہو سکتی اور کوئی بارش آپ کی بارش جیسی نہیں ہو سکتی۔ اور جو شخص قرآن کی پیروی سے ایک ذرہ بھر باہر نکلا وہ دائرہ ایمان سے نکل گیا۔ اور کوئی شخص کامیاب نہیں ہو سکتا اور نجات نہیں پا سکتا جب تک وہ ان تمام باتوں کی پیروی نہ کرے جو ہمارے برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اور جو شخص آپ کے احکام میں سے ایک ذرہ بھر بھی چھوڑتا ہے وہ تباہی کے گڑھے میں گرتا ہے اور جو شخص اس امّت میں سے کہلا کر بھی دعویٰ نبوت کے ساتھ یہ اعتقاد نہیں رکھتا کہ اس کی تربیت خیر البرایا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے ہوتی ہے اور آپ کے نمونے کی پیروی کے بغیر وہ کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا اور یہ کہ قرآن شریف خاتم الشریعۃ ہے تو ایسا شخص ہلاک شدہ اور پکا کافر و فاجر ہے۔ اور جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے اور یہ عقیدہ نہ رکھتا ہو کہ وہ آپ کی امّت میں سے ہے اور جو کچھ اس نے پایا ہے آپ کے فیضان سے پایا ہے اور یہ کہ وہ آپ کے باغ کا ایک پھل، آپ کی بارش کا ایک قطرہ آپ کے انوار کی ایک جھلک ہے تو ایسا شخص ملعون ہے اور ایسے شخص پر اور اس کے مددگاروں اور پیروؤں اور ساتھیوں پر سب پر خدا کی لعنت ہے۔ اب آسمان کے نیچے ہمارے نبی مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی شخص جو آپ کا غیر ہو نبی نہیں اور نہ ہی قرآن کریم کے سوا ہماری کوئی اور کتاب ہے اور جو شخص اس کی

مخالفت کرتا ہے وہ اپنے آپ کو آپ دوزخ میں ڈالتا ہے۔''

(مواہب الرحمان۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 285 تا 287۔ ترجمہ عربی عبارت)

پھر آپ بیان فرماتے ہیں کہ اب شفیع صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرمایا:

''نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے (خدا سچ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق اور خدا کے درمیان شفیع ہیں) اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔..........

موسیٰ نے وہ متاع پائی جس کو قرون اُولیٰ کھو چکے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی جس کو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں ہزار ہا درجہ بڑھ کر۔ مثیل موسیٰ، موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم، ابن مریم سے بڑھ کر۔''

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13-14)

پس یہ چند اقتباسات ہیں جو میں نے ان بے شمار اقتباسات میں سے لئے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور مقام کے بارے میں تحریر فرمائے ہیں۔ اسی طرح اسلام کی مختلف تعلیمات کی وضاحت کے بارے میں بھی ایک خزانہ ہے جو آپ نے پیش فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے زیادہ سے زیادہ فیض اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور اسلام کے نام نہاد علمبرداروں کو بھی عقل دے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی عاشق صادق کی باتوں کو سنیں اور یہ عامۃ المسلمین کی صحیح رہنمائی کرنے والے بنیں۔

نماز کے بعد میں دو جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا ہے مکرم محمد موسیٰ صاحب درویش قادیان کا جو 10 مئی 2015ء کو پچانوے سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم آخری عمر تک چلتے پھرتے رہے۔ وفات سے چار روز قبل احمدیہ چوک میں ایک سڑک پر حادثے میں گرنے کی وجہ سے کنپٹی پر چوٹ لگی جس کی وجہ سے چار روز امرتسر ہسپتال میں داخل رہے اور اس کے بعد نور ہسپتال میں وفات ہوگئی۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کے خاندان کو خلافت اولیٰ کے زمانے میں بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ مرحوم ضلع شیخوپورہ کے گاؤں سیّد والا کے رہنے والے تھے۔ 1946ء میں جب آپ نے فوج کی ملازمت چھوڑ کر قادیان میں رہائش اختیار کی تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ کیا کام کر رہے ہیں تو مرحوم نے بتایا کہ فوج کی سروس چھوڑ کر ذاتی کام شروع کرنے لگا ہوں۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ مجھے آپ کی خدمت کی ضرورت ہے ہجرت کر کے آپ نے پاکستان میں نہیں جانا۔ قادیان میں ہی قیام رکھیں۔ یہ 47ء کی بات ہے اور اس وقت حالات پارٹیشن کے بھی ہو رہے تھے۔ چنانچہ آپ قادیان میں ہی ٹھہرے اور اس طرح آپ 313 درویشان قادیان میں شامل ہوگئے اور بڑی سعادتمندی سے درویشی کے دن گزارے۔ آپ کو سالہا سال صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں بالخصوص دارالمسیح میں خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم کو 2006ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ میں درویشوں کے نمائندے کے طور پر شرکت کی توفیق ملی اور عالمی بیعت میں بھی آپ کو ہندوستان کے نمائندہ ہونے کی توفیق ملی اور آپ سب سے آگے بیٹھے ہوئے تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم لطیف صاحب سلسلہ کی خدمت سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ آپ کی اہلیہ کی وفات 30 مئی 2014ء کو ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنے درویش شوہر کا ساتھ دیتے ہوئے بڑی درویشانہ زندگی بڑے صبر کے ساتھ بسر کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے رہیں۔

دوسرا جنازہ صاحبزادی سیدہ امۃ الرفیق صاحبہ کا ہے جو حضرت سید میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی تھیں۔ 6 مئی 2015ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حضرت میر محمد اسماعیل صاحب نے دو شادیاں کی تھیں۔ پہلی شادی سے اولاد نہیں تھی۔ دوسری شادی مکرمہ حضرت امۃ اللطیف بیگم صاحبہ سے 1917ء میں ہوئی اور ان سے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو سات بیٹیاں اور تین بیٹے عطا فرمائے۔ صاحبزادی امۃ الرفیق کا نمبر آٹھواں تھا۔ بڑی علمی شخصیت تھیں۔ خاموش طبیعت تھی۔ ان کے بیٹے حمید اللہ نصرت اللہ پاشا فضل عمر ہسپتال میں ڈاکٹر ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ میرے والد حضرت اللہ پاشا صاحب نے 1953ء میں امریکہ میں تعلیم حاصل کرنے کے دوران احمدیت قبول کی تھی۔ 1960ء میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے والد صاحب کو میری والدہ سے رشتہ سے متعلق تجویز دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے دو ماموں تھے۔ بڑے ماموں بہت بڑے صوفی تھے یعنی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب جو حضرت اماں جان کے بھائی تھے اور چھوٹے ماموں بہت بڑے عالم تھے یعنی حضرت میر اسحٰق صاحب۔ میاں بشیر احمد صاحب نے فرمایا کہ آپ کے لئے اپنے بڑے ماموں کی صاحبزادی امۃ الرفیق کا رشتہ تجویز کرتا ہوں تو ان کے والد نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سے کہا کہ میرے رشتے دار سارے غیر احمدی ہیں تو میں رشتہ کس طرح کروں، بات کس طرح کروں؟ آپ نے فرمایا کہ آپ کے سرپرست کے طور پر میں رشتہ کی بات کرتا ہوں۔ چنانچہ 5 نومبر 1961ء کو آپ کا نکاح ہوا اور اسی روز رخصتی ہوگئی اور حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ نے ڈاکٹر نصرت پاشا کو سنایا کہ تمہاری امی کی شادی جب ہوئی اس وقت حضرت مصلح موعود بیمار تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے شادی کی دعا کرائی اور نمائندگی میں شامل ہوئے۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعود کو جب ملنے آئے اور جب مل کے نکلنے لگے تو حضرت مصلح موعود نے پیغام دیا کہ حضرت اللہ پاشا جن سے امۃ الرفیق صاحبہ کی شادی ہوئی تھی ان کو کہہ دو کہ آپ کو میں نے اپنی بیٹی دی ہے۔

ان کے بچے حمید اللہ نصرت پاشا صاحب جیسا کہ میں نے کہا واقف زندگی ہیں۔ فضل عمر ہسپتال میں ڈینٹل سرجن ہیں۔ دوسرے بیٹے خضر پاشا دوبئی میں ہیں اور بیٹی ان کی ایک فرحانہ پاشا ڈاکٹر غلام احمد فرخ صاحب واقف زندگی کی اہلیہ ہیں۔ یہ فرخ صاحب بھی ربوہ میں کمپیوٹر سیکشن میں کام کرتے ہیں۔ امۃ الرفیق صاحبہ کو ایک لمبا عرصہ نائب صدر لجنہ کراچی کے طور پر خدمت کی توفیق ملی اور باوجود گھٹنوں کی تکلیف کے آپ ہر جگہ پہنچتیں۔ دفاتر اونچی منزل میں تھے وہاں جاتیں اس کی وجہ سے آپ کو تکلیف زیادہ بڑھ گئی لیکن بہرحال انہوں نے اپنے فرائض نہیں چھوڑے۔ بڑی غریب پرور تھیں اور غریبوں کی غیر معمولی مدد کیا کرتی تھیں اور اخفاء میں رکھتی تھیں۔

خلافت سے اس قدر عقیدت کا تعلق تھا کہ کوئی بات آپ برداشت نہیں کر سکتی تھیں۔ 1974ء میں جو حالات ہوئے اس کے بعد کچھ مہمان ان کے گھر آئے اور کھانے کی میز پر کسی نے کہا کہ اسمبلی کی کارروائی کے دوران حضور کو یعنی خلیفہ ثالث کو اس طرح نہیں بلکہ اس طرح کہنا چاہئے تھا تو آپ نے اسی وقت انگلی کے اشارہ سے سختی سے منع کیا اور فرمایا کہ بس اس سے آگے ایک لفظ نہیں سنوں گی۔ فوراً وہیں بات ختم کر دی۔ خلافت سے بڑا وفا کا تعلق تھا۔

پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا خاص تعلق تھا۔ یہ کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب کی ریٹائرمنٹ ہوگئی تو صرف پنشن پہ گزارا تھا۔ حالات ذرا تنگ تھے تو ایک دن والدہ صاحبہ نے (یعنی امۃ الرفیق صاحبہ نے) میری موجودگی میں والد صاحب سے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ کی بشارت ہوئی ہے۔ اور اس کے بعد ان کے میاں کو ورلڈ بینک نے ایڈوائزر کے طور پر رکھا اور کنسلٹنسی (consultancy) کی فیس بھی آنے لگی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آمد بڑھ گئی۔ دنیا سے کوئی لگاؤ نہیں تھا۔ ان کی بیٹی فرحانہ پاشا نے لکھا ہے کہ میری امی کا جو سامان لپیٹا ہے تو سب کچھ لپیٹنے میں پندرہ منٹ لگے۔ ان کی ایک اور خوبی یہ تھی کہ ان کا سارا سسرال غیر احمدی تھا۔ حضرت مصلح موعود نے ان کو نصیحت کی تھی کہ غیر احمدی رشتہ داروں کا ہمیشہ خیال رکھنا اور کہتی ہیں کہ امی نے ساری زندگی اس نصیحت پر خوب عمل کیا اور ابا کے ساتھ غیر احمدی رشتہ دار جو صرف رشتہ دار ہی نہیں تھے بلکہ مختلف انداز میں مخالفت کا بھی اظہار کرتے تھے ان کی مخالفت کے باوجود ساری زندگی ان سے حسن سلوک رکھا اور آخر وفات کے وقت ان میں سے بعضوں نے یہ تسلیم کیا کہ ان جیسا ہمارا ہمدرد اور خیر خواہ کوئی نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی نیکیوں پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

خلافتِ حقّہ

سچی پاکیزگی، حقیقی تزکیہ اور دنیا و آخرت کی حسنات اور ترقیات کے حصول کے لئے ایک عظیم الشان الٰہی نظام

نصیر احمد قمر

قسط نمبر 3

خلافت سے وابستگی کے لازمی تقاضے

قرآن مجید کی سورۃ نور کی آیت 56 میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس سورۃ میں اطاعت رسول کے مضمون کو مختلف پیرایوں میں بار بار اور بڑی شدّ ومدّ سے بیان کیا گیا ہے۔ فی الواقعہ اطاعت کا خلافت سے بہت گہرا تعلّق ہے۔ چنانچہ آیت استخلاف (النور:56) سے اگلی آیت (النور:57) میں ہی اطاعت کے مضمون پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’خلافت کے ذکر کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ۔یعنی جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اس وقت تمہارا فرض ہے کہ تم نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو۔ گویا خلفاء کے ساتھ دین کی تمکین کر کے وہ اطاعتِ رسول کرنے والے ہی قرار پائیں گے۔ یہ وہی نکتہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ مَنۡ اَطَاعَ اَمِیۡرِیۡ فَقَدۡ اَطَاعَنِیۡ وَمَنۡ عَصٰی اَمِیۡرِیۡ فَقَدۡ عَصَانِیۡ ۔یعنی جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی ۔اُس نے میری نافرمانی کی۔پس وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ فرما کر اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اُس وقت رسول کی اطاعت اسی رنگ میں ہوگی کہ اشاعت و تمکین دین کے لئے نمازیں قائم کی جائیں۔ زکوٰتیں دی جائیں اور خلفاء کی پورے طور پر اطاعت کی جائے‘‘۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 367)

اطاعت رسول خلیفہ کے بغیر نہیں ہوسکتی

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’**اطاعتِ رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہوسکتی کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے ایک رشتہ میں پرودیا جائے** ۔یُوں تو صحابہؓ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آجکل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔صحابہؓ بھی حج کرتے تھے اور آجکل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں ۔پھر صحابہؓ میں ایک نظام تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی رُوح حدِّ کمال کو پہنچی ہوئی تھی چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہؓ اُسی وقت اُس پر عمل کرنے کے لئے کھڑے ہوجاتے تھے۔لیکن یہ اطاعت کی رُوح آجکل کے مسلمانوں میں نہیں ۔مسلمان نمازیں بھی پڑھیں گے، روزے بھی رکھیں گے، حج بھی کریں گے، مگر ان کے اندر اطاعت کا مادہ نہیں ہوگا کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتا۔

پس جب بھی خلافت ہوگی اطاعتِ رسول بھی ہوگی۔ کیونکہ اطاعت رسول یہ نہیں کہ نمازیں پڑھو یا روزے رکھو یا حج کرو۔ یہ تو خدا کے احکام کی اطاعت ہے۔

اطاعت رسول کیا ہے؟

اطاعت رسول یہ ہے کہ جب وہ کہے کہ اب نمازوں پر زور دینے کا وقت ہے تو سب لوگ نمازوں پر زور دینا شروع کردیں۔اور جب وہ کہے کہ اب زکوٰۃ اور چندوں کی ضرورت ہے تو وہ زکوٰۃ اور چندوں پر زور دینا شروع کر دیں۔اور جب وہ کہے کہ اب جانی قربانی کی ضرورت ہے یا وطن کو قربان کرنے کی ضرورت ہے تو وہ جانیں اور اپنے وطن قربان کرنے کے لئے کھڑے ہوجائیں۔

غرض یہ تین باتیں ایسی ہیں جو خلافت کے ساتھ لازم وملزوم ہیں ۔اگر خلافت نہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری نمازیں بھی جاتی رہیں گی ۔تمہاری زکوٰۃ بھی جاتی رہے گی۔اور تمہارے دل سے اطاعتِ رسول کا مادہ بھی جاتا رہے گا۔

ہماری جماعت کو چونکہ ایک نظام کے ماتحت رہنے کی عادت ہے اور اس کے افراد اطاعت کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں اس لئے اگر ہماری جماعت کے افراد کو آج اٹھا کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رکھ دیا جائے تو وہ اُسی طرح اطاعت کرنے لگ جائیں گے جس طرح صحابہؓ اطاعت کیا کرتے تھے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 369)

انسانی زندگی کا اصل مقصود۔تزکیۂ نفس

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نسل میں ایک عظیم الشان رسول کی بعثت کے لئے دعا کی تھی جس کے الفاظ یہ تھے کہ رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ وَیُزَکِّیۡهِمۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ (سورہ بقرۃ آیت 130) یعنی اے خدا! تُو ان میں انہی سے ایک رسول بھیج جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے ۔انہیں کتاب کی تعلیم دے۔ ان پر احکام الٰہیہ کی حکمت واضح کرے۔اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرے۔گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے تلاوت آیات، پھر تعلیم کتاب، پھر تعلیم حکمت اور پھر تزکیہ کو رکھا تھا۔مگر اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو جس شان سے قبول فرمایا اور جس کا ذکر سورۃ الجمعہ میں بھی ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے پہلے تلاوت آیات پھر تزکیہ، پھر تعلیم کتاب وحکمت کو بیان کیا ہے ۔حضرت مصلح موعودؓ اس کی حکمت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’یہاں اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری ترتیب کو مدنظر رکھا ہے۔یعنی ایمانیات اور روحانیات سے تعلق رکھنے والی باتوں کو اس نے پہلے لے لیا ہے اور علوم ظاہری سے تعلق رکھنے والی باتوں کو بعد میں بیان کر دیا ہے ۔تزکیہ چونکہ قلب سے تعلق رکھتا ہے اور تلاوت آیت بھی ایمان سے تعلق رکھتی ہے اس لئے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کو لے لیا جو ایمانیات اور روحانیات سے تعلق رکھتی ہیں۔ چنانچہ اگر غور کر کے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ معرفت کے لحاظ سے سب سے پہلی چیز یہی ہے کہ انسان کو ایسی آنکھیں عطا ہوں جو اللہ تعالیٰ کے نشانات کا مشاہدہ کرنے والی ہوں۔ اور دوسری چیز یہ ہے کہ ان نشانات کا مشاہدہ اُن کے اندر ایسا تزکیہ پیدا کر دے کہ اس کا دل خدا تعالیٰ کا عرش بن جائے ۔اور صفات الٰہیہ اس کے آئینہ قلب میں منعکس ہو جائیں ۔......اور یہی انسانی زندگی کا اصل مقصد ہے۔اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہاں تلاوت آیات کے بعد تزکیہ نفوس کو دوسرے امور پر مقدم رکھا ہے۔تزکیہ کے بعد تعلیم کتاب اور حکمت کا ذکر فرمایا ہے جو ظاہری علوم سے تعلق رکھنے والی چیزیں ہیں اور انہیں آخر میں رکھ کر اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ **نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ وغیرہ احکام اور اُن کی حکمتیں اصل مقصود نہیں بلکہ اصل مقصود تزکیۂ نفس اور اللہ تعالیٰ کی صفات اپنے اندر پیدا کرنا ہے۔ ......غرض نماز اصل مقصود نہیں اور نہ ہی روزہ اور حج اور زکوٰۃ وغیرہ مقصود ہیں۔ یہ سب ذرائع ہیں خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے اور یہ سب ذرائع ہیں نفس انسانی کو ہر قسم کی روحانی آلائشوں سے پاک کرنے کے۔** اگر کسی کا دل پاک نہیں تو خواہ زبان سے وہ ہزار بار کتاب اللہ پر ایمان لانے کا دعویٰ کرے اس کا یہ دعویٰ ایک رائی کے برابر بھی قیمت نہیں رکھتا۔

کامل الایمان لوگوں کی علامت۔فوری اطاعت

تزکیہ کے بعد تعلیم کتاب اور حکمت میں بھی تعلیم کتاب کو اس لئے مقدم رکھا گیا ہے کہ **اعلیٰ ایمان والا شخص صرف یہ دیکھتا ہے کہ آیا اُس کے محبوب نے فلاں کام کرنے کا کہا ہے یا نہیں۔ اگر کہا ہو تو وہ بغیر سوچے سمجھے اس کام کو اختیار کر لیتا ہے۔** لیکن جو اعلیٰ ایمان نہیں رکھتا وہ کہتا ہے کہ پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ اس کام کی غرض کیا ہے اور اس میں حکمت کیا ہے جب تک مجھے اس کی حکمت نہ بتائی جائے گی میں عمل نہیں کروں گا۔غرض ایک سچے اور مخلص مومن کیلئے یہی کافی ہوتا ہے کہ اُس کا ربّ اُسے حکم دے رہا ہے۔ وہ خدا کی آواز سنتا اور اس کی طرف دوڑ پڑتا ہے۔ لیکن فلسفی حکمت کا سراغ لگاتا ہے اور جب تک اُس کا دماغ تسلی نہ پائے اس کا دل مطمئن نہیں ہوتا۔...... **کامل الایمان لوگوں کیلئے نبی کا تلاوتِ آیات اور تزکیہ ہی کافی ہوتا ہے۔ وہ آیات کی حکمت اور اس کی غرض معلوم کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ وہ نبی کی آواز کافی سمجھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کے لئے دیوانہ وار کام شروع کردیتے ہیں۔**

اطاعت کا ایک شاندار نمونہ

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقریر فرمارہے تھے کہ آپؐ نے دوران تقریر میں فرمایا ’بیٹھ جاؤ‘۔ کیونکہ اُس وقت کناروں پر کئی لوگ کھڑے تھے ۔ اُس وقت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ گلی میں تھے اور مسجد کی طرف آرہے تھے۔ جونہی یہ آواز آپ کے کان میں پہنچی آپ وہیں بیٹھ گئے اور پھر گھسٹتے گھسٹتے دروازہ کی طرف چل پڑے۔ یہ اچنبھے کی بات تھی۔ کسی نے انہیں بچوں کی طرح گھسٹتے دیکھ کر کہا۔ آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء تو یہ تھا کہ اندر والے بیٹھ جائیں۔ یہ مطلب تو نہیں تھا کہ گلی میں چلنے والے بھی بیٹھ جائیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جواب دیا کہ اگر وہاں پہنچتے پہنچتے میری جان نکل جائے تو میں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا کہ خدا تعالیٰ کے رسول کی طرف سے ایک آواز آئی تھی جس پر میں نے عمل نہ کیا۔ اب بظاہر یہ بات حکمت کے خلاف نظر آئے گی مگر عشق کا رنگ ہی اور ہوتا ہے۔ عاشق حکمتوں کو نہیں دیکھتا۔ جو کچھ محبوب کہے اُسے ماننے کے لئے تیار ہوجاتا ہے‘‘۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 280-278)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آخرین کی اس جماعت میں بھی اطاعت امام کی ایسی ہزاروں بلکہ لاکھوں درخشندہ مثالیں موجود ہیں۔ ایسے پاک نمونے افراد کی زندگیوں میں بھی بکثرت ملتے ہیں اور اجتماعی طور پر بھی یہ جماعت خلافت احمدیہ کی اطاعت کی برکتوں سے فیضیاب ہوتے ہوئے شاہراہ غلبہ اسلام پر بڑی تیزی سے آگے بڑھتی چلی جارہی ہے۔ انتخاب خلافت خامسہ کے موقع پر حضور انور کے ارشاد ’بیٹھ جائیں‘ کی جس والہانہ شان سے افراد جماعت نے تعمیل کی اور صد سالہ جلسہ یوم خلافت کے موقع پر 27 مئی 2008ء کو جب حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ تمام احمدی کھڑے ہوکر میرے ساتھ عہد دہرائیں اس پر جس طرح دنیا بھر میں افراد جماعت نے کھڑے ہوکر ارشاد کی تعمیل کی یہ نظارے تو ایم ٹی اے کے کیمروں نے محفوظ کر کے ساری دنیا کو دکھائے ہیں۔ اور آئے دن ایسے نظارے تقویت ایمان کا باعث بنتے چلے جارہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو توفیق بخشے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی ہر لحاظ سے اطاعت کو محض للہ خالص کرتے ہوئے اطاعتِ خلافت کے اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرتے چلے جائیں۔

اطاعت کیسی ہو

❁ ......حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

’’**بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔**‘‘

(بحوالہ الفرقان خلافت نمبر مئی، جون 1967ء صفحہ 28)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:

❁ ......’’**چاہیے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔** اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آ سکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو۔ کیونکہ شکر کرنے پر اِزدِیادِ نعمت ہوتا ہے۔‘‘

(خطبات نور صفحہ 131)

❁ ......حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

’’**خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔** جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جنوری 1936ء)

اسی طرح فرمایا:

❁ ......’’مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ **خواہ تم کتنے عقلمند اور مدبر ہو، اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو ، ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا۔ تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔**‘‘

(الفضل 4 ستمبر 1937ء صفحہ 8)

اسی طرح فرمایا:

❁ ......’’یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ

ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔...... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ مَیں مسیح موعودؑ پر ایمان لاتا ہوں، ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں۔ خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہوسکتا۔“

(الفضل 15 نومبر 1946ء صفحہ 6)

اطاعت صرف اپنے ذوق کے مطابق احکام پر عمل کرنے کا نام نہیں

......حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

”ایک بہت بڑی مرض جو انسان کی رُوح کو کھانے والی ہے وہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ اپنے منشاء، اپنے خیالات اور اپنی آرزو کے مطابق مذہب کی جس بات کو دیکھتے ہیں صرف اُس پر عمل کرنا وہ اپنے لئے کافی سمجھ لیتے ہیں اور اس بات کی کوئی پروا نہیں کرتے کہ کئی اور احکام بھی ہیں جن کو وہ بڑی دلیری سے نظر انداز کر رہے ہیں۔ چونکہ بنی نوع انسان کی عادات مختلف حالات اور مختلف صحبتوں کی وجہ سے بدلتی رہتی ہیں اس لئے ہر انسان اپنا ایک خاص ذوق رکھتا ہے جس کو وہ پورا کر لیتا ہے۔ اور جو چیز اس کے ذوق کے خلاف ہو اُسے نظر انداز کر دیتا ہے۔...... بعض مقامات کے لوگ نمازوں کے زیادہ پابند ہوتے ہیں اور روزوں میں سُستی کرتے ہیں۔ بعض جگہ کے لوگ زکوٰۃ تو بڑی پابندی سے دیتے ہیں مگر نماز اور روزہ کی پروا نہیں کرتے۔ اِسی طرح بعض جگہ نماز اور روزہ کی تو پابندی کی جاتی ہے مگر زکوٰۃ کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ پھر بعض جگہ کے لوگ باوجود استطاعت کے حج نہیں کرتے اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اگر حج کے لئے بھی جائیں تو شائد اس سفر میں بھی نماز نہ پڑھیں۔ اب اس نماز اس روزہ اس زکوٰۃ اور اس حج کو خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ اگر وہ خدا تعالیٰ کی سچے دل سے فرمانبرداری کرتے تو جس خدا نے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اُسی نے روزے رکھنے کا بھی حکم دیا ہے۔ اور جس خدا نے زکوٰۃ کا ارشاد فرمایا ہے اُسی نے حج کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ماننے اور دوسرے کو ترک کرنے نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ ایسے لوگ جس فعل کو خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری سمجھتے ہیں وہ درحقیقت فرمانبرداری نہیں بلکہ اُن کے نفس کا ایک دھوکا ہوتا ہے۔ **اطاعت اور فرمانبرداری کا ثبوت تب ملتا ہے جب انسان ہر رنگ میں اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کا فرمانبردار ہو۔ خواہ وہ حکم اس کے منشاء، خیالات اور رسم و رواج کے مطابق ہو یا مخالف۔......غرض اطاعت صرف اپنے ذوق کے مطابق احکام پر عمل کرنے کا نام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہر حکم پر عمل کرنے کا نام ہے خواہ وہ کسی کی عادات یا مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔“**

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 15 زیر تفسیر سورۃ البقرہ آیت 86)

ہر معاملہ میں خدا اور اس کے رسول کو حَکَم تسلیم کرو

سورۃ نور کی آیت استخلاف سے چند آیات قبل بھی اطاعت کے مضمون کے مختلف پہلوؤں پر بڑی گہرائی سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سورۃ النور کی آیات 52 اور 53 کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”بعض لوگ اللہ اور رسول کے ساتھ ہونے کا دعویٰ تو کر دیتے ہیں لیکن جب آزمائش کا موقعہ آتا ہے تو وہ پیٹھ پھیر لیتے ہیں اور یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ مومن نہیں اور وقت پر کچے دھاگے ثابت ہوتے ہیں۔ ہاں اگر اُن کو کچھ ملنا ہو تو دوڑے چلے آتے ہیں اور اگر نہ ملنا ہو تو بھاگ جاتے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ یا تو ان کے دلوں میں کوئی بیماری ہے یا اُن کو ایمان نصیب نہیں ہوا۔ یا وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی بات کو مانا تو اُن کو نقصان پہنچے گا۔

اس کے مقابل میں **مومنوں کا رویّہ یہ ہوتا ہے کہ جب اُن کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف کسی فیصلہ کے لئے بلایا جاتا ہے تو وہ کہتے کہ ہم نے سُن لیا اور عمل سے اطاعت کرتے ہیں اور آخر اس کے نتیجہ میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔** کیونکہ اللہ اور رسول کی اطاعت اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اُس کا تقویٰ اختیار کرنے کے نتیجہ میں انسان ہمیشہ کامیاب ہی ہوُا کرتا ہے۔ یہ آیات قومی ترقی سے تعلق رکھنے والے ایک نہایت ہی اہم اصل پر مشتمل ہیں اور ان میں بتایا گیا ہے کہ **آپس کے اختلافات میں جب تک خدا اور اس کے رسول کو حَکَم نہ بنایا جائے اُس وقت تک مسلمان بہ حیثیت مجموعی کبھی ترقی حاصل نہیں کر سکتے۔**

یہ منافقت اور بے ایمانی کی علامت ہوتی ہے کہ جہاں اپنا فائدہ دیکھا وہاں تو خدا اور اس کے رسول کی بات مان لی۔ اور جہاں یہ نظر آیا کہ اگر میں نے خدا اور اُس کے رسول کی بات مانی تو مجھے نقصان پہنچے گا وہاں ان کے فیصلہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اسلام اس قسم کی منافقت کو جائز قرار نہیں دیتا۔ وہ کہتا ہے کہ تمہارے ایمان کی علامت یہ ہے کہ تم نہ صرف مذہبی امور میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرو بلکہ اپنے سیاسی اور معاشرتی امور میں بھی آپ کی اقتدا کرو اور آپ کو اپنا حَکَم تسلیم کرو۔

درحقیقت اسلام اُن مذاہب میں سے نہیں جو مذہب کا دائرہ عمل صرف چند عبادات اور افکار تک محدود رکھتے ہیں اور امورِ اعمالِ دنیوی کو ایک علیحدہ عمل قرار دیتے ہیں اور اُن میں کوئی دخل نہیں دیتے۔ ایسے مذہب یہ تو کہیں گے کہ نماز یوں پڑھو۔ روزے یوں رکھو۔ صدقہ و خیرات یوں کرو۔ لوگوں کے حقوق یوں بجالاؤ مگر کوئی ایسا حکم نہیں دیں گے جس کا نظام کے ساتھ تعلق ہو یا اقتصادیات کے ساتھ تعلق ہو۔ یا بین الاقوامی حالات کے ساتھ تعلق ہو یا لین دین کے معاملات کے ساتھ تعلق ہو یا ورثہ کے ساتھ تعلق ہو۔ اسی قسم کے مذاہب میں سے ایک مسیحی مذہب ہے اور اس مذہب میں جو شریعت کو لعنت قرار دینے پر زور دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ بھی زیادہ تر یہی ہے کہ وہ افراد کے اعمال کو مذہب کی پابندیوں سے الگ رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں مذہب کا کام صرف یہ ہے کہ وہ کہے تم عبادت کرو۔ تم روزے رکھو۔ تم غریبوں کی خبرگیری کرو۔ تم عیسیٰ کو خدا سمجھو۔ اسے اس بات سے کیا واسطہ ہے کہ قتل اور فساد اور چوریوں اور ڈاکوں کے متعلق کیا احکام ہیں۔ یا یہ کہ قومیں آپس میں کس طرح معاہدات کریں۔ یا اقتصاد کو کس طرح حدود میں رکھا جا سکتا ہے۔ ان کے نزدیک شریعت کا ان امور سے کوئی واسطہ نہیں۔ چنانچہ اگر لڑکوں اور لڑکیوں کو ورثہ میں حصہ دینے کا سوال ہو تو وہ کہہ دیں گے کہ اس میں شریعت کا کیا دخل ہے۔ یہ ہمارے ملک کی پارلیمنٹ کا کام ہے کہ وہ جس امر میں قوم کا فائدہ دیکھے اسے بطور قانون نافذ کر دے۔ اسی طرح جو وہ کہتے ہیں اگر ہم فیصلہ کر لیں کہ ہم سود لیں گے چاہے روپیہ کی صورت میں لیں اور چاہے جنس کی صورت میں تو مذہب کو کیا حق ہے کہ وہ یہ کہے کہ روپیہ کے بدلہ میں سُودی روپیہ لینا ناجائز ہے۔ غرض وہ مذہب کے ان احکام سے جو نظام کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں شدید نفرت کرتے ہیں۔ اسی لئے انہوں نے شریعت کو لعنت قرار دے رکھا ہے۔...... جو شخص اسلام کو مانتا ہے اور اس میں حکومت کے متعلق تمام احکام کو تفصیل سے بیان کیا ہوُا دیکھتا ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مذہب کو ان امور سے کیا واسطہ بلکہ اُسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ **رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ افعال جو حکومت سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی ویسے ہی قابلِ تقلید ہیں جیسے نماز اور روزہ وغیرہ کے متعلق احکام۔** کیونکہ جس خدا نے یہ کہا ہے کہ نماز پڑھو۔ جس خدا نے یہ کہا ہے کہ روزے رکھو۔ جس خدا نے یہ کہا ہے کہ حج کرو۔ جس خدا نے یہ کہا ہے کہ زکوٰۃ دو اُسی خدا نے امور سیاست اور تنظیم ملکی کے متعلق بھی احکام بیان کئے ہیں۔ اور فرمایا ہے اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (النور:52) کہ مومنوں کو جب خدا اور اس کا رسول بلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آؤ ہم تمہارے جھگڑے کا فیصلہ کر دیں تو وہ یہی کہتے ہیں کہ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا حضور کا حکم ہم نے سُن لیا اور ہم ہمیشہ حضور کی اطاعت کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ یہی لوگ ہیں جو کامیاب ہوں گے اور ہمیشہ مظفر و منصور رہیں گے۔

اب ایک طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو تسلیم کرنے کے ساتھ ایمان کو وابستہ قرار دینا اور دوسری طرف انہی لوگوں کو کامیاب قرار دینا جو سَمِعْنَا اور اَطَعْنَا کہیں اور آپؐ کے کسی فیصلہ کے خلاف نہ چلیں بتاتا ہے کہ اگر کوئی شخص ان احکام کو نہ مانے تو وہ خدائی گرفت میں آجاتا ہے۔

اسی مضمون کی طرف سورۂ نساء میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں توجہ دلائی ہے کہ فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (النساء:66) یعنی یہ لوگ کبھی مومن نہیں کہلا سکتے جب تک یہ اپنے جھگڑوں میں اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے حَکَم تسلیم نہ کریں اور پھر تیری قضاء پر دل و جان سے وہ راضی نہ ہوں۔

اس آیت کریمہ میں دو نہایت اہم باتیں بیان کی گئی ہیں اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری قاضی قرار دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ کے فیصلہ پر کسی اور کے پاس کسی کو اپیل کا ہرگز حق حاصل نہیں ہوگا اور آخری فیصلہ کا حق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دینا بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو حکومت کے اختیارات حاصل تھے۔ دوسری بات جو اس سے ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ان فیصلوں کے تسلیم کرنے کو ایمان کا جزو قرار دیتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ تیرے رب کی قسم وہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک وہ تیرے فیصلوں کو تسلیم نہ کریں۔ گویا یہ بھی دین کا ایک حصہ ہے اور ایسا ہی حصہ ہے جیسے نماز دین کا حصہ ہے۔ جیسے روزہ دین کا حصہ ہے۔ جیسے حج اور زکوٰۃ دین کا حصہ ہے۔

فرض کرو زید اور بکر کا آپس میں جھگڑا ہو جاتا ہے۔ ایک کہتا ہے میں نے دوسرے سے دس روپے لینے ہیں اور دوسرا کہتا ہے کہ میں نے کوئی روپیہ نہیں دینا۔ دونوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچتے ہیں۔ اور اپنے جھگڑے کو آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک کے حق میں فیصلہ کر دیتے ہیں تو دوسرا اس فیصلہ کو اگر نہیں مانتا تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے وہ مومن نہیں رہا۔ پس باوجودیکہ وہ نماز پڑھتا ہوگا، وہ روزے رکھتا ہوگا، وہ زکوٰۃ دیتا ہوگا، وہ حج کرتا ہوگا، اگر وہ اس حصہ میں آکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فیصلہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا فتویٰ اس کے متعلق یہی ہے کہ اس انکار کے بعد وہ مومن نہیں رہا۔ پس لَا یُؤْمِنُوْنَ کے الفاظ نے بتا دیا کہ خدا تعالیٰ نے اس حصہ کو بھی دین کا ایک جزو قرار دیا ہے، علیحدہ نہیں رکھا۔

یہی مضمون اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی ان زیر تفسیر آیات میں بیان فرمایا ہے اور مسلمانوں کو بتایا ہے کہ تمہارا صرف منہ سے خدا اور رسول پر ایمان لانے کا دعویٰ کرنا کوئی چیز نہیں۔ **اپنے ہر معاملہ میں خدا اور اس کے رسول کو حَکَم تسلیم کرو اور کسی بات میں بھی اُن کے احکام سے انحراف کرنے کی جرأت نہ کرو“۔** (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 364-361)

تمام کامیابیاں اطاعت سے وابستہ ہیں

اسی طرح سوۃ النور کی آیات 54-55 میں بھی اطاعت معروفہ اور اللہ و رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور بتایا ہے کہ اِنْ تُطِیْعُوْہ تھتدوا اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو کامیاب ہو گے۔ حضرت مصلح موعودؓ ان آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”یہ لوگ پکّی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ہم کو لڑنے کا بھی حکم دیا گیا تو ہم ضرور لڑیں گے۔ تُو ان سے کہہ دے کہ قسمیں کھانے کا کوئی فائدہ نہیں، مومنوں والی اطاعت کا نمونہ اصل چیز ہے۔ قسمیں تو منافق سے منافق انسان بھی کھا لیتا ہے۔ پس اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور بڑھ بڑھ کر باتیں نہ بناؤ۔ مومنانہ طریق تو یہ ہوتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی عملاً اطاعت کی جائے اور صرف زبانی دعووں پر اپنے ایمان کا انحصار نہ سمجھا جائے۔ لیکن اگر اس نصیحت کے باوجود یہ لوگ پیٹھ پھیر جائیں تو اس رسول پر اس کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ اس پر صرف اس پیغام کی ذمہ داری ہے جس کا پہنچانا اس کے سپرد کیا گیا ہے اور تم پر ان احکام کے بجالانے کی ذمہ داری ہے جو تمہارے ذمّہ لگائے گئے ہیں۔ ہاں ہم اتنی بات تمہیں ضرور بتا دیتے ہیں کہ اگر تم اس بارہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو گے تو تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا بلکہ تم کامیاب ہو جاؤ گے اور فتح پاؤ گے۔ مگر ہم پھر تمہیں کہتے ہیں کہ رسول کا کام صرف دنیا تک خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچا دینا ہے۔ ورنہ عملی قدم اٹھانا تمہارا کام ہے۔ جدوجہد کرنا تمہارا کام ہے۔ قربانیاں کرنا تمہارا کام ہے۔ تم صرف اس بات پر خوش نہ ہو جاؤ کہ خدا کا ایک رسول تم میں آیا اور تم نے اُس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے اور اُس کے مطابق وہ تم سے سلوک کرے گا۔ اگر تم مونہہ سے تو یہ کہتے ہو کہ ہم رسول کے ساتھ ہر میدان میں دشمن سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن وقت آنے پر تمہارے قدم لڑکھڑانے لگتے ہیں اور جان دینا تمہیں دُوبھر معلوم ہوتا ہے تو تم سمجھ لو کہ تمہارا ایمان خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ایک رائی کے برابر بھی قیمت نہیں رکھتا۔ موسیٰؑ کے ساتھیوں کی مثال تمہارے سامنے ہے۔ انہوں نے بھی موسیٰؑ کی اطاعت کا اقرار کیا تھا مگر جب موسیٰؑ نے کہا کہ اٹھو اور کنعان کی سرزمین پر حملہ کر دو۔ تو انہوں نے کہہ دیا کہ اے موسیٰؑ تُو اور تیرا رب دونوں جا کر لڑتے رہو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ مگر اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ چالیس سال تک وہ قوم صحراؤں میں بھٹکتی پھری اور کنعان میں داخل نہ ہوسکی۔ اور اگر

داخل ہوئی تو اس وقت جب وہ قربانیوں کے لئے تیار ہوگئی۔

پس اصل چیز خدا اور اس کے رسول کی اطاعت ہے اور تمام کامیابیاں اسی رُوح کے ساتھ وابستہ ہیں۔جس قوم میں اطاعت کی رُوح ہوتی ہے وہ دوسروں کے مقابلہ میں کمزور ہوتے ہوئے بھی کامیاب ہوجاتی ہے۔اور جس قوم میں سے اطاعت کی رُوح نکل جاتی ہے وہ زیادہ ہوتے ہوئے بھی ناکام رہتی ہے"۔ (تفسیر کبیر جلد6 صفحہ 366-365)

ہمیشہ امام کے پیچھے چلو

......سورۃ النور کی آیت 63 کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ امام کی ڈھال کے پیچھے ہونے اور اس کی کامل اطاعت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"دین کے کام دو قسم کے ہوتے ہیں۔ایک وہ جو افراد سے تعلق رکھتے ہیں جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ اور دوسرے ایسے احکام جو تمام لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں جیسے جہاد یا مشورہ کے لئے قوم کا جمع ہونا یا کوئی ایسا حکم جو ساری جماعت کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر دیا گیا ہو۔**جو کام ساری جماعت سے تعلق رکھتے ہوں، افراد سے نہیں، اُن میں سب کو ایسا پرویا ہوا ہونا چاہئے جیسے تسبیح کے دانے ایک دھاگے میں پروئے ہوئے ہوتے ہیں۔کسی کو ذرا بھی ادھر اُدھر نہیں ہونا چاہئے اور اگر کوئی ضروری کام کے لئے جانا چاہے تو امام کی اجازت سے جائے۔**

اسی حقیقت کو تصویری زبان میں ظاہر کرنے کے لئے لوگ جب تسبیح کے دانے پروتے ہیں تو دھاگے کے دونوں سرے اکٹھے کر کے ایک لمبا دانہ پرودیتے ہیں اور اُسے امام کہتے ہیں۔درحقیقت اس سے قومی تنظیم کی اہمیت کی طرف ہی اشارہ ہوتا ہے اور یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ **جس طرح تسبیح کے دانوں کے لئے ایک امام کی ضرورت ہے اسی طرح تمہیں بھی ہمیشہ ایک امام کے پیچھے چلنا چاہئے ورنہ تمہاری تسبیح وہ نتیجہ پیدا نہیں کر سکے گی جو اجتماعی تسبیح پیدا کیا کرتی ہے۔** لیکن بہت کم ہیں جو اس گُر کو سمجھتے ہیں۔ **حالانکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ وہ شخص مومن ہی نہیں ہوسکتا جو ایسے امور میں جو ساری جماعت سے تعلق رکھتے ہوں اپنی رائے اور منشاء کے ماتحت کام کرے اور امام کی کوئی پروا نہ کرے۔**

مومن کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اگر کوئی دینی کام ہو تو اجازت لے لے اور اگر کوئی اہم دنیوی کام ہو جس کا اثر ساری جماعت پر پڑتا ہو تو امام سے مشورہ لے لے۔بہرحال امر جامع سے علیحدہ ہونے کے لئے استیذان ضروری ہوتا ہے۔مگر چونکہ انسان کا امر جامع سے علیحدہ ہونا اس کی شامتِ اعمال کی وجہ سے ہوگا اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُسے اجازت تو دیدو مگر ساتھ ہی دعا کیا کرو کہ خدا تعالیٰ اُسے معاف کرے اور اس کی کمزوریوں کو دُور کرے"۔

(تفسیر کبیر جلد6 صفحہ 408-407)

امام کی آواز کے مقابلہ میں افراد کی آواز کوئی حقیقت نہیں رکھتی

سورۃ النور کی آیت 64 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَاتَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

ترجمہ: اے مومنو یہ نہ سمجھو کہ رسول کا تم میں سے کسی کو بلانا ایسا ہی ہے جیسا کہ تم میں سے بعض کا بعض کو بلانا۔اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جانتا ہے کہ جو کہ تم میں سے پہلو بچا کر (مشورہ کی مجلس سے) بھاگ جاتے ہیں۔پس چاہئے کہ جو اس رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اِس سے ڈریں کہ ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی آفت نہ پہنچ جائے یا اُن کو دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔

......ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"امام کی آواز کے مقابلہ میں افراد کی آواز کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔تمہارا فرض ہے کہ جب بھی تمہارے کانوں میں خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز آئے تم فوراً اُس پر لبیّک کہو اور اُس کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑو کہ اسی میں تمہاری ترقی کا راز مضمر ہے۔ بلکہ اگر انسان اُس وقت نماز پڑھ رہا ہو تب بھی اُس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ نماز توڑ کر خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز کا جواب دے۔

ہمارے ہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس قسم کی مثالیں بھی پائی جاتی ہیں۔چنانچہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ایسا ہی کیا۔اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آواز دینے پر فوراً نماز توڑ دی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور غالباً میر مہدی حسین صاحبؓ اور میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔بعض لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی آیت پڑھ کر انہیں جواب دیا تھا۔بہرحال نبی کی آواز پر فوراً لبیّک کہنا ایک ضروری امر ہے بلکہ ایمان کی علامتوں میں سے ایک بڑی بھاری علامت ہے۔

چونکہ پچھلی آیات سے خلافتِ اسلامیہ کے متعلق مضمون بیان کیا جارہا ہے اور تمام احکام نظام اسلام کی مضبوطی کے متعلق دیئے گئے ہیں اس لئے اس آیت میں بھی اسی مضمون کو جاری رکھا گیا ہے اور **اللہ تعالیٰ مومنوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے مومنو! اگر کبھی خدا تعالیٰ کا رسول تمہیں بلائے تو اس کے بلانے کو دوسروں کے بُلانے جیسا مت سمجھو بلکہ فوراً اُس کی آواز پر لبیّک کہا کرو۔**

......یہی حکم اپنے درجہ کے مطابق خلیفہ رسول اللہؐ پر بھی چسپاں ہوتا ہے اور اُس کی آواز پر جمع ہو جانا بھی ضروری ہوتا ہے اور اُس کی مجلس سے بھی چپکے سے نکل جانا بڑا بھاری گناہ ہوتا ہے۔

دیکھو تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ جنگِ حنین کے موقعہ پر جب مکہ کے کافر لشکر اسلام میں یہ کہتے ہوئے شامل ہوگئے کہ آج ہم اپنی بہادری کے جوہر دکھائیں گے اور پھر بنوثقیف کے حملہ کی تاب نہ لا کر میدانِ جنگ سے بھاگے تو ایک وقت ایسا آیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد صرف بارہ صحابیؓ رہ گئے۔اسلامی لشکر جو دس ہزار کی تعداد میں تھا اس میں بھاگڑ مچ گئی اور کفار کا لشکر جو تین ہزار تیراندازوں پر مشتمل تھا آپ کے دائیں بائیں پہاڑیوں پر چڑھا ہوا آپ پر تیر برسا رہا تھا۔مگر اُس وقت بھی آپ پیچھے نہیں ہٹنا چاہتے تھے بلکہ آگے جانا چاہتے تھے۔حضرت ابوبکرؓ نے گھبرا کر آپ کی سواری کی لگام پکڑ لی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میری جان آپ پر قربان ہو۔یہ آگے بڑھنے کا وقت نہیں۔ابھی لشکرِ اسلام جمع ہوجائے گا تو پھر ہم آگے بڑھیں گے۔مگر آپ نے بڑے جوش سے فرمایا کہ میری سواری کی باگ چھوڑ دو اور پھر ایڑی لگاتے ہوئے آگے بڑھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

یعنی میں موعود نبی ہوں جس کی حفاظت کا دائمی وعدہ ہے۔جھوٹا نہیں ہوں۔اس لئے تم تین ہزار تیرانداز ہو یا تیس ہزار مجھے تمہاری کوئی پرواہ نہیں اور اے مشرکو! میری اس دلیری کو دیکھ کر کہیں مجھے خدا نہ سمجھ لینا۔میں ایک انسان ہوں اور تمہارے سردار عبدالمطلب کا بیٹا (یعنی پوتا) ہوں۔

آپ کے چچا حضرت عباسؓ کی آواز بہت اونچی تھی۔آپ نے اُن کی طرف دیکھا اور فرمایا! عباسؓ آگے آؤ اور آواز دو اور بلند آواز سے پکارو کہ اے سورۂ بقرہ کے صحابیو! (یعنی جنہوں نے سورۂ بقرہ یاد کی ہوئی ہے) اے حدیبیہ کے دن درخت کے نیچے بیعت کرنے والو! خدا کا رسول تم کو بلاتا ہے۔ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ مکہ کے تازہ نومسلموں کی بُزدلی کی وجہ سے جب اسلامی لشکر کا اگلا حصہ پیچھے کی طرف بھاگا تو ہماری سواریاں بھی دوڑ پڑیں اور جتنا ہم روکتے تھے اتنا ہی وہ پیچھے کی طرف بھاگتی تھیں۔یہاں تک کہ عباسؓ کی آواز میدان میں گونجنے لگی کہ "اے سورۂ بقرہ کے صحابیو! اے حدیبیہ کے دن درخت کے نیچے بیعت کرنے والو! خدا کا رسول تمہیں بلاتا ہے۔" یہ آواز جب میرے کان میں پڑی تو مجھے یوں معلوم ہوا کہ مَیں زندہ نہیں بلکہ مُردہ ہوں۔اور اسرافیل کا صور فضا میں گونج رہا ہے۔مَیں نے اپنے اونٹ کی لگام زور سے کھینچی اور اُس کا سر پیٹھ سے لگ گیا۔لیکن وہ اتنا بِدکا ہوا تھا کہ جونہی میں نے لگام ڈھیلی کی وہ پھر پیچھے کی طرف دوڑا۔اس پر مَیں نے اور میرے بہت سے ساتھیوں نے تلواریں نکال لیں اور کئی تو اونٹوں پر سے کود گئے اور کئی نے اونٹوں کی گردنیں کاٹ دیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑنا شروع کردیا۔اور چند لمحوں میں ہی وہ دس ہزار صحابہؓ کا لشکر جو بے اختیار مکہ کی طرف بھاگا جارہا تھا آپ کے گرد جمع ہوگیا اور تھوڑی دیر میں پہاڑیوں پر چڑھ کر اُس نے دشمن کا تہس نہس کردیا اور یہ خطرناک شکست ایک عظیم الشان فتح کی صورت میں بدل گئی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ۔ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَذَالِكَ جَزَآءُ الْكَافِرِيْنَ (التوبہ:25-26) یعنی اللہ تعالیٰ نے بہت سے مواقع پر تمہاری مدد کی ہے۔خصوصاً حنین کی جنگ کے دن جبکہ تمہاری کثرت نے تم کو متکبر بنادیا تھا۔پھر وہ کثرت تمہارے کسی کام نہ آئی اور زمین باوجود فراخی کے تم پر تنگ ہوگئی اور تم نے پیٹھ دکھاتے ہوئے منہ پھیر لیا۔پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی سکینت اپنے رسول اور مومنوں پر اتاری اور ایسے لشکر آسمان سے نازل کئے جن کو تم نہیں دیکھ رہے تھے اور کفار کو عذاب دیا اور یہی کفّار کی جزا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ اس کی اہمیت پر اور زیادہ زور دیتا اور فرماتا ہے کہ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔یعنی جو لوگ اس رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں اُن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی آفت نہ پہنچ جائے یا وہ کسی دردناک عذاب میں مبتلا نہ ہوجائیں۔

چنانچہ دیکھ لو جنگِ اُحد میں اس حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے اسلامی لشکر کو کتنا نقصان پہنچا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پہاڑی درّہ کی حفاظت کے لئے پچاس سپاہی مقرر فرمائے تھے اور یہ درّہ اتنا اہم تھا کہ آپ نے اُن کے افسر عبداللہ بن جبیرؓ انصاری کو بلا کر فرمایا کہ خواہ ہم مارے جائیں یا جیت جائیں تم نے اس درّہ کو نہیں چھوڑنا۔مگر جب کفار کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے اُن کا تعاقب شروع کردیا تو اُس درہ پر جو سپاہی مقرر تھے انہوں نے اپنے افسر سے کہا کہ اب تو فتح ہو چکی ہے۔اب ہمارا یہاں ٹھہرنا بیکار ہے۔ہمیں اجازت دیں کہ ہم بھی جہاد میں شامل ہونے کا ثواب لے لیں۔اُن کے افسر نے انہیں سمجھایا کہ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرو۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ خواہ فتح ہو یا شکست تم نے اس درّہ کو نہیں چھوڑنا اس لئے میں تمہیں جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔انہوں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ خواہ فتح ہوجائے پھر بھی تم نے نہیں ہلنا۔آپ کا مقصد تو صرف تاکید کرنا تھا۔اب جبکہ فتح ہو چکی ہے ہمارا یہاں کیا کام ہے۔چنانچہ انہوں نے خدا کے رسول کے حکم پر اپنی رائے کو فوقیت دیتے ہوئے اُس درّہ کو چھوڑ دیا۔صرف ان کا افسر اور چند سپاہی باقی رہ گئے۔جب کفار کا لشکر مکہ کی طرف بھاگتا چلا جارہا تھا تو اچانک خالد بن ولیدؓ نے پیچھے کی طرف مڑ کر دیکھا تو درّہ کو خالی پایا۔انہوں نے عمرو بن العاصؓ کو آواز دی۔یہ دونوں ابھی تک اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے اور کہا دیکھو کیسا اچھا موقعہ ہے آؤ ہم مڑ کر مسلمانوں پر حملہ کردیں۔چنانچہ دونوں جرنیلوں نے اپنے بھاگتے ہوئے دستوں کو سنبھالا اور اسلامی لشکر کا بازو کاٹتے ہوئے پہاڑ پر چڑھ گئے۔چند مسلمان جو وہاں موجود تھے اور جو دشمن کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے ان کو انہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور اسلامی لشکر پر پُشت پر سے حملہ کردیا۔کفار کا یہ حملہ ایسا اچانک تھا کہ مسلمان جو فتح کی خوشی میں اِدھر اُدھر پھیل چکے تھے اُن کے قدم جم نہ سکے۔صرف چند صحابہؓ دوڑ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہوگئے جن کی تعداد زیادہ سے زیادہ بیس تھی۔مگر یہ چند لوگ کب تک دشمن کا مقابلہ کر سکتے تھے۔آخر کفار کے ایک ریلے کی وجہ سے مسلمان سپاہی بھی پیچھے کی طرف دھکیلے گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں تن تنہا رہ گئے۔اسی حالت میں آپ کے خَود پر ایک پتھر لگا جس کی وجہ سے خَود کے کیل آپ کے سر میں چُبھ گئے اور آپ بیہوش ہو کر ایک گڑھے میں گِر گئے جو بعض شریروں نے اسلامی لشکر کو نقصان پہنچانے کے لئے کھود کر ڈھانپ رکھے تھے۔اس کے بعد کچھ اور صحابہؓ شہید ہوئے اور اُن کی لاشیں آپ کے جسم مبارک پر جاگریں اور لوگوں میں یہ مشہور ہوگیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے ہیں۔مگر وہ صحابہؓ جو کفار کے ریلے کی وجہ سے پیچھے دھکیل دیئے گئے تھے کفّار کے پیچھے ہٹتے ہی پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہوگئے اور انہوں نے آپ کو گڑھے میں سے باہر نکالا۔تھوڑی دیر کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوش آگیا اور آپ نے چاروں طرف میدان میں آدمی دوڑا دیئے کہ مسلمان پھر اکٹھے ہوجائیں اور آپ انہیں ساتھ لے کر پہاڑ کے دامن میں چلے گئے۔

عدم اطاعت کا نقصان

اسلامی لشکر کو کفار پر فتح حاصل کرنے کے بعد ایک عارضی شکست کا چرکہ اس لئے لگا کہ اُن میں سے چند آدمیوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حکم کی خلاف ورزی کی اور آپ کی ہدایت پر عمل کرنے کی بجائے اپنے اجتہاد سے کام لینا شروع کردیا۔

اگر وہ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اسی طرح چلتے جس طرح نبض حرکتِ قلب کے پیچھے چلتی ہے۔اگر وہ سمجھتے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حکم کے نتیجہ میں اگر ساری دنیا کو بھی اپنی جانیں قربان کرنی پڑتی ہیں تو وہ ایک بے حقیقت شے ہیں۔اگر وہ ذاتی اجتہاد سے کام لے کر اُس پہاڑی درّہ کو نہ چھوڑتے جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس ہدایت کے ساتھ کھڑا کیا تھا کہ خواہ ہم فتح حاصل کریں یا مارے جائیں تم نے اس

باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورۂ جرمنی 2015ء از صفحہ 2

آخن شہر تین ممالک کی حدود سے ملنے کی وجہ سے ایک یورپی شہر ہے۔ یہاں پر مختلف جغرافیائی حدود اور مذہب کے فرق کے باوجود Integration کو سمجھا اور عملی زندگی میں ڈھالا جاتا ہے۔ مگر یہ صورتحال یورپی یونین میں ہر جگہ پر نہیں۔ کچھ منفی بحثوں سے قومی اَنا کو حد سے زیادہ اجاگر کرنے کی وجہ سے ایک دوسرے کے خلاف ڈر پیدا کیا جاتا ہے اور معاشرہ کو غیر مستحکم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جب کہ ہم ایک ایسی کمیونٹی ہیں جو رواداری اور باہمی احترام پر مبنی ہے۔

''مسجد منصور'' کا افتتاح اور اس سے منسلک معاشرتی اور اخلاقی خدمت آخن شہر کی وسعتِ قلبی کو واضح کرتی ہے۔ میں جماعت احمدیہ کے لئے اور اس کے احباب کے لئے اور ان کے مستقبل کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہوں۔ اور تمام احباب کو مبارکباد دیتا ہوں۔

بعد ازاں آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا:۔

....

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع افتتاح ''مسجد منصور'' آخن (جرمنی)

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعوذ، تسمیہ اور تشہد کے بعد فرمایا:

تمام معزز مہمانوں کو پہلے تو میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو امن اور سلامتی پہنچائے اور یہی ہمارا پیغام ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مجھے بتایا گیا ہے کہ یہاں مہمانوں کو چھ بجے کا وقت دیا گیا اور میرے یہاں آنے میں کافی وقت لگا۔ تقریباً ایک گھنٹہ سے زائد آپ کو انتظار کرنا پڑا ہوگا۔ اس کے لئے معذرت ہے۔ انتظامیہ کو میرے سفر کا اندازہ لگا کر وقت دینا چاہئے تھا۔ مَیں آج صبح لندن سے چلا ہوں اور بائی روڈ آیا ہوں۔ ٹرین کے سفر کے بعد پھر آگے رستہ کی ٹریفک اور لمبے سفر کی وجہ سے میں وقت پر پہنچ نہیں سکا۔ تو سب سے پہلے اس تاخیر کے لئے معذرت ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اب میں اس مضمون کی طرف آتا ہوں جو آج کی مسجد کے افتتاح کا مضمون ہے۔ آپ کے سامنے یہاں قرآنِ کریم کی آیات تلاوت کی گئیں جن میں بتایا گیا کہ اسراف نہ کرو۔ کھاؤ پیو لیکن اسراف نہ کرو۔ عدل اور انصاف سے کام لو۔ تو یہ ایک ایسی تعلیم ہے جو مساجد کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وابستہ کی ہے۔ اور اس کا تعلق مساجد کے ساتھ قائم کیا ہے۔ انسان کو خدا تعالیٰ نے صرف کھانے پینے کے لئے پیدا نہیں کیا ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جانور بھی کھاتے پیتے ہیں تو جانور کے کھانے میں اور انسان میں فرق ہونا چاہئے۔ اصل حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیاوی فائدہ اٹھانے کے لئے کھانے پینے کی نعمتیں دی ہیں تو ان سے فائدہ اٹھائے۔ جو سہولتیں دی ہیں ان سے فائدہ اٹھائے۔ لیکن ہر چیز میں ایک اعتدال ہونا چاہئے۔ ایک بیلنس (balance) ہونا چاہئے اور یہ بیلنس قائم کرنا ایک حقیقی انسان کا کام ہے۔ اور جب یہ باتیں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہاری توجہ پھر عبادت کی طرف بھی پیدا ہوگی اور مسجدوں کو آباد کرنے کی طرف بھی پیدا ہوگی۔ پس یہ وہ خوبصورت تعلیم ہے جو اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں ہمیں دیتا ہے کہ دنیاوی چیزوں سے فائدہ ضرور اٹھاؤ لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ تمہارا مقصد ایک خدا کی عبادت کرنا بھی ہے اور خدا کے بندوں کے حقوق ادا کرنا بھی ہے۔ پس ضرورت سے زیادہ اپنے اوپر خرچ کرنا اور زیادتی کرنا انسان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے محروم کر دیتا ہے اور پھر اس کے بندوں کے جو حقوق ہیں ان سے بھی محروم کر دیتا ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دنیا میں بے شمار غریب لوگ پائے جاتے ہیں، بے شمار غریب قومیں پائی جاتی ہیں، بے شمار بیمار ہیں۔ بہت سے ضرورتمند ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن غربت کی وجہ سے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ اگر انسان کو یہ احساس ہو کہ مَیں نے اسراف نہیں کرنا اللہ تعالیٰ نے جو مجھے نعمتیں دی ہیں ان میں سے بچا کر جہاں میں نے اپنے حق ادا کرنے ہیں۔ انسان کا سب سے پہلا حق اپنے پر ہے۔ اپنے بیوی بچوں کے حق ادا کرنے ہیں، وہاں میں نے انسانیت کے بھی حق ادا کرنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری طرف توجہ رکھو گے تمہیں یہ خیال پیدا ہوگا کہ ایک خدا ہے جس نے دنیا کو پیدا کیا تو اس کا شکر گزار بنو گے۔ اور یہ شکر گزاری ہی عبادت ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس شکر گزاری کا اظہار میرے بندوں کی مدد کی صورت میں ہوگا۔ تو یہ ایک بنیادی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے مساجد کے تعلق میں بیان فرمائی۔ پس یہ دیکھیں کہ کیسی خوبصورت تعلیم ہے جو ہمیں جہاں مساجد کے ساتھ وابستہ کرتی ہے وہاں ہمیں کُل انسانیت کے حق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

امیر صاحب نے یہاں ذکر کیا کہ یہاں بہت سارے بادشاہ آئے۔ آخن کی تاریخ بڑی پرانی ہے۔ دنیاوی بادشاہتیں آنے والی اور چلی جانے والی ہیں۔ بہت سے بادشاہ آئے اور آپ نے سناپولین کا بھی ذکر ہوا۔ لیکن یہ سب آئے اور چلے گئے۔ کچھ نے اچھا کام کیا اور ان کو کچھ عرصہ لوگوں نے یاد رکھا اور اس پر زائد یہ کہ ان کے اچھے کام کی وجہ سے تاریخ نے بھی ان کو کچھ محفوظ کیا۔ اسی طرح کچھ نے صحیح کام نہیں کئے ہوں گے۔ ان بادشاہوں کی ظلم کی داستانیں بھی ہوتی ہیں۔ تو بادشاہ آتے ہیں چلے جاتے ہیں ان کے خاندان بھی ختم ہو جاتے ہیں ان کے کام بھی ایک حد تک یاد رکھے جاتے ہیں یا تاریخ کو یاد رکھنے والی قومیں کچھ کسی حد تک یاد رکھتی ہیں۔ لیکن اصل چیز جو ہمیشہ یاد رکھنے والی ہے وہ اصل بادشاہ ہے جس کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے اور وہ خدا تعالیٰ ہے، اس دنیا کو پیدا کرنے والا ہے، اس کائنات کو پیدا کرنے والا ہے۔ جو کہتا ہے کہ میں ربّ بھی ہوں، لوگوں کی پرورش کرنے والا بھی ہوں، میں مالک بھی ہوں، میں نے اس دنیا کو پیدا کیا اور مالکیت کے حقوق میرے پاس ہیں لیکن اس کے باوجود میں ظالم نہیں ہوں۔ میں انسانوں کو پیار اور محبت دیتا ہوں۔ اور فرماتا ہے کہ میں معبود بھی ہوں۔ میری عبادت کرو۔ پس خدا تعالیٰ وہ بادشاہ ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، وہ ربّ بھی ہے۔ وہ مالک بھی ہے۔ وہ اِلٰہ بھی ہے۔ اس کی عبادت بھی کی جاتی ہے۔ پس دنیا کا کوئی بادشاہ اس بادشاہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے ہمیں سب سے زیادہ اس بادشاہ کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے اور جماعت احمدیہ جب مساجد قائم کرتی ہے تو اس کا ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کائنات کے پیدا کرنے والے خدا کو یاد کیا جائے اور دنیا کے تمام مذاہب اسی بات کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جب فرماتا ہے کہ میں ربّ ہوں تو اس کی ربوبیت یہ تقاضا کرتی ہے (ربوبیت کا مطلب ہے پرورش کرنا) کہ جہاں تم اپنا خیال رکھ رہے ہو پرورش کر رہے ہو وہاں دوسروں کا بھی خیال رکھو کیونکہ قرآنِ کریم کی پہلی سورت میں ہی جب اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو ربّ کہا تو ربّ العالمین کہا۔ خدا نے کہا کہ میں مسلمانوں کا بھی ربّ ہوں، مَیں عیسائیوں کا بھی ربّ ہوں۔ مَیں یہودیوں کا بھی ربّ ہوں۔ مَیں ہندوؤں کا بھی ربّ ہوں۔ مَیں تمام مذاہب کے ماننے والوں کا ربّ ہوں بلکہ جو مجھے نہیں مانتے ان کی بھی پرورش میں کر رہا ہوں۔ پس وہ ربّ العالمین ہے جو دنیا کی پرورش کر رہا ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے خدا تعالیٰ ہمیں یہ کہتا ہے کہ پھر تم میری عبادت کرو۔ پس خدا تعالیٰ کے گھر تعمیر کرنے کا یہی مقصد ہے کہ اس کی عبادت کی جائے یا کسی بھی مذہب کی جو مذہبی جگہیں ہیں، churches، synagogues ہیں ان کی تعمیر کا بھی یہی مقصد ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا کہ میں کیونکہ ربّ ہوں اس لئے تم بھی میری صفات کے مظہر بننے کی کوشش کرو اپنے اوپر یہ صفات لاگو کرو اور بندوں کے حق بھی ادا کرو۔ مَیں دنیا کی پرورش کر رہا ہوں تم بھی دنیا کی پرورش کرو۔ مَیں دنیا کو دیتا ہوں تم بھی دنیا کے ضرورتمندوں کو دو۔ غریبوں کی خدمت کرو۔ لوگوں سے پیار کا سلوک کرو۔ اور یہی تعلیم ہے جو اسلام کی حقیقی تعلیم ہے اور یہی وہ تعلیم ہے جس کو جماعت احمدیہ اپنے اوپر لاگو بھی کرتی ہے، اس پر عمل کرنے کی بھی کوشش کرتی ہے اور اس کو دنیا میں پھیلانے کی کوشش کرتی ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جماعت احمدیہ ہی ہے جو صحیح اسلامی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے ان حقوق کی طرف توجہ دیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج جماعت احمدیہ دنیا کے آفت زدہ علاقوں میں پہنچ کر ان کی خدمت کرتی ہے اور یہ خدمت بغیر کسی مذہب و ملّت کی تفریق کے ہے۔ اور اس کے علاوہ جماعت مستقل مدد بھی کر رہی ہے۔ سکول کھول کر، لوگوں کی علم کی پیاس بجھا کر۔ یہاں یونیورسٹی کا ذکر کیا گیا۔ آخن میں یونیورسٹی ہے تو حقیقت میں علم ایک ایسی چیز ہے جس کا حاصل کرنا دنیا کے ہر فرد کا حق ہے اور یہ اس شہر کی بڑی خوبی کی بات ہے کہ یہاں ایک یونیورسٹی بھی قائم ہے اور یقیناً یہاں اس وجہ سے علم کا معیار بھی بہت بلند ہوگا۔ تو بہرحال مَیں ذکر کر رہا تھا کہ جماعت احمدیہ خدمتِ انسانیت کی غرض سے سکول بھی کھولتی ہے۔ لوگوں کو صحت کی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے ہسپتال بھی کھولتی ہے اور افریقہ کے دور دراز علاقوں میں ہمارے ہسپتال اور سکول چل رہے ہیں۔ اسی طرح دوسرے پراجیکٹ بھی چل رہے ہیں۔ تو یہ خدمتِ انسانیت ہمیں ہمارے مذہب نے، ہماری تعلیم نے سکھائی اور اُس خدا نے ہمیں بتائی جس کی ہم عبادت کرتے ہیں اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم نے مساجد آباد کرنی ہیں، مسجدیں تعمیر کرنی ہیں تو ان کی آبادی کا حق اور ان مساجد میں آنے کا حق اُس وقت ادا ہوگا جب تم صرف عبادت نہیں کر رہے ہوگے بلکہ انسانیت کی خدمت بھی کر رہے ہوگے، لوگوں کے حقوق بھی ادا کر رہے ہوگے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہاں عمارتیں بنانے کا ذکر ہوا ہے اور یہاں مئیر صاحب نے بھی ذکر کیا ہے کہ عمارت بناتے ہیں تو رہنے کے لئے بناتے ہیں۔ لیکن ہم نے جو یہ مسجد بنائی ہے صرف رہنے کے لئے نہیں بلکہ یہ مسجد ہم نے اِس لئے بنائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے بھی بنیں اور اسلام کی حقیقی تصویر بھی دوسروں کو بتائیں۔ عام طور پر اسلام کا تصوّر جو لوگوں کے ذہنوں میں ہے بعض لوگ اس کا اظہار کر دیتے ہیں کہ سب مسلمان شدّت پسند ہیں۔ بعض کھل کر اظہار نہیں کرتے لیکن دل میں بہرحال ایک تحفظ اور ریزرویشن رکھتے ہیں کہ اسلام شدّت پسندی کا مذہب ہے۔ لیکن حقیقی طور پر اسلام شدّت پسندی کا مذہب نہیں ہے۔ جو میں نے مختصراً باتیں کی ہیں۔ اسلام کی حقیقی تعلیم تو یہ ہے کہ ہمارا ربّ، ہمارا پالنے والا، ہمارا معبود تو ہمیں یہ باتیں بتاتا ہے کہ جہاں تم عبادت کا حق ادا کرو وہاں ان لوگوں کے حقوق بھی ادا کرو۔ بلکہ قرآنِ کریم میں ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ نمازی جو مسجد میں آتے ہیں اور صحیح طرح بندوں کے حقوق ادا نہیں کرتے، ان کی عبادتیں ان کے منہ پر ماری جاتی ہیں، ان کو واپس لوٹا دی جاتی ہیں۔ اور یہی ان کی ظاہری عبادتیں ان کے لئے ہلاکت کا باعث بن جاتی ہیں۔ پس جب تک اعلیٰ اخلاق نہ ہوں، جب تک لوگوں کے حقوق ادا نہ ہو رہے ہوں صرف یہ عبادت کافی نہیں ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ اس بات پر عمل پیرا ہے کہ ہم وہ حقیقی عبادت کریں کہ جہاں خدا تعالیٰ کے حقوق ادا ہوں وہاں اس کے بندوں کے بھی حقوق ادا ہوں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مئیر صاحب نے یہ بھی کہا کہ مل کر رہنا چاہئے اور ایک اچھی سوسائٹی کی یہی خوبی ہے۔ یہ یقیناً بہت اچھی بات ہے۔ ہمیں اس طرح سے مل جُل کر رہنا چاہئے کیونکہ اس طرح ہم مذہب کی حقیقت کو پا سکتے ہیں اور ہم انسانی قدروں کا خیال رکھنے والے ہوں گے۔ پس انسانی قدریں قائم رکھنا یہ سب سے زیادہ ضروری چیز ہے۔ ایک بڑی اچھی نصیحت مئیر صاحب نے کی کہ مجھے امید ہے کہ جماعت احمدیہ integration کے لئے سب سے بڑھ کر کوشش کرے گی۔ آپس میں مل جُل کے رہنے کے لئے سب سے زیادہ کوشش کرے گی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اور یقیناً مجھے امید ہے کہ جس طرح پہلے یہاں کوشش ہوتی رہی اب اس سے بڑھ کر اس بارہ میں کوشش ہوگی اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ وہ تمام حقوق ادا کرنے کی کوشش کریں گے جو ایک ملک میں ایک اچھے شہری کو ادا کرنے چاہئیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسی طرح integration minister کے نمائندہ نے یہاں آکر اپنے منسٹر کی طرف سے کچھ اظہارِ خیال کیا۔ انہوں نے بھی یہ کہا کہ جرمنی میں جرمن جو ہیں بڑا وسیع حوصلہ رکھتے ہیں اور ان سے بڑی حوصلہ مند integration ہوتی ہے۔ یہ بالکل صحیح بات ہے کہ جرمن قوم میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا حوصلہ ہے۔ انہوں نے یہاں بہت ساری قوموں کو اپنے اندر جذب کیا ہوا ہے اور یہ حوصلہ مندی جب تک قائم رہے گی تب تک دنیا میں آپ کے اعلیٰ کردار کا پرچار ہوتا رہے گا۔ لیکن اس حوصلہ مندی کے اظہار کے لئے آنے والی قوموں کا بھی فرض ہوتا ہے کہ وہ بھی ایسے حوصلہ کا بھی اظہار کریں۔ یہ مَیں نہیں کہتا کہ ہم آئیں اور جو مرضی کرتے رہیں۔ باہر سے آئے ہوئے ایشین لوگ جو گو باہر سے آئے ہیں لیکن اب جرمن قوم کا حصّہ بن چکے ہیں۔ یہاں پیدا ہوئے بچے جو چاہے ہندوستان سے آئے یا پاکستان سے آئے یا کسی اور ملک سے آئے لیکن یہاں پیدا ہوئے اور یہاں کی زبان بولتے ہیں یہاں کا حصّہ بن چکے ہیں۔ اگر وہ بھی صرف زبان کی حد تک نہیں، بلکہ اپنے آپ کو integrate کرنے کے لحاظ

سے بھی جب تک حوصلہ نہیں دکھاتے اس وقت تک یہ الزام نہیں دے سکتے کہ جرمن ہمیں اپنے اندر جذب نہیں کرتے۔ جذب کرنے کے لئے تو باہر سے آنے والوں کو بھی وہی اظہار کرنے ہوں گے جس کا اظہار پرانی جرمن قوم نے کیا اور یہاں رہنے والے مقامی جرمنوں نے کیا۔ پس جیسا کہ میں نے کہا جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس حوصلہ مندی کا جواب، بڑھ کر حوصلہ مندی سے دیں گے اور ہمیشہ یہ ثابت کریں گے کہ یہاں رہنے والا ہر احمدی ملک کا وفادار ہے اور قوم کی اور ملک کی ترقی کے لئے کوشاں ہے۔

حضورِانور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

صوبائی اسمبلی کے ممبر تشریف لائے انہوں نے پھولوں کی دکان کا بھی ذکر کیا کہ وہ دکان جو ہمارے احمدی کی ہے وہ تو پھول پیش کرتے ہیں تو اُن صاحب نے ایک مثال کے لئے نمونۃً یہاں کے لوگوں میں اِن پھولوں کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے، یہ بتانے کے لئے کہ ہماری طرف سے شدت پسندی کے جذبات کا اظہار نہیں ہوگا۔ ہماری طرف سے پتھر نہیں پڑیں گے ہماری طرف سے تلوار نہیں اٹھائی جائے گی بلکہ ہم تو پھول پیش کرنے والے لوگ ہیں اور ہم یہ ہمیشہ پیش کرتے رہیں گے۔ لیکن یہ پھول جو پیش کئے جا رہے ہیں یہ پھول جو آپ کے سامنے رکھے جا رہے ہیں یہ پھول جس کو لوگ پسند کر کے اور پیسے خرچ کر کے خریدتے ہیں یہ پھول تو اپنی خوبصورتی کو بھی عارضی طور پر قائم رکھنے والے ہیں اور ان کی خوشبو بھی اگر ہے تو وہ عارضی خوشبو ہے۔ لیکن سب سے اچھے پھول جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے وہ تو وہ اعلیٰ اخلاق ہیں جن کو ہمیشہ قومیں یاد رکھتی ہیں اور دنیا میں ہر جگہ جماعت احمدیہ کے اعلیٰ اخلاق کو سراہا جاتا ہے اور ان کی تعریف کی جاتی ہے اور یہ وہ حقیقی پھول ہیں جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے۔

حضورِانور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پھر ایک بات یہ بھی ہے کہ یہاں یہ بھی پیغام میں پڑھا گیا کہ ہمسائے کا حق ادا کرنا ہے۔ ہمسائے کے حق کا جہاں تک سوال ہے اسلام ہمسائے کے حق کی اس قدر تلقین کرتا ہے کہ قرآنِ کریم میں بھی بار بار ہمسائے کے حق کی طرف توجّہ دلائی گئی ہے اور بانی اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہمسائے کے حق کی اتنی توجّہ دلائی کہ بعض صحابہ کہتے ہیں کہ ہمیں خیال پیدا ہونے لگا کہ شاید ہمسائے بھی ہماری جائدادوں میں اس کی طرح وارث بن جائیں جس طرح ہمارے حقیقی ورثاء وارث ہوتے ہیں۔ اسلام نے اس حد تک ہمسائے کے حقوق کا خیال رکھا ہے۔ اور پھر ہمسایہ صرف وہ نہیں جس کی دیوار اپنے گھر کے ساتھ جڑتی ہے یا ایک ہی بلڈنگ میں رہنے والے چند فلیٹ ہمسائے ہیں۔ بلکہ آپ کے ساتھ سفر کرنے والا بھی ہمسایہ ہے۔ آپ کے شہر میں رہنے والا بھی آپ کا ہمسایہ ہے۔ آپ کے دفتر میں کام کرنے والا بھی آپ کا ہمسایہ ہے اور ان سب کے حقوق ادا کرنا ایک احمدی کا فرض ہے، ایک حقیقی مسلمان کا فرض ہے۔

پس ہمسائے کے یہ حقوق ہیں جو اسلام قائم کرتا ہے اور یہ وہ حقوق ہیں جن کی ادائیگی ہم پر فرض ہے ایک احمدی مسلمان پہ فرض ہے اور ایک حقیقی مسلمان پہ فرض ہے۔ احمدیوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے اپنے ان فرائض کی طرف توجّہ دیتے رہنا چاہئے۔ ان کو مَیں کہتا ہوں کہ پہلے سے بڑھ کر اپنے ان فرائض کی طرف توجّہ دیں۔ پہلے سے بڑھ کر اپنی عبادتوں کی طرف توجّہ دیں۔ پہلے سے بڑھ کر اپنے اعلیٰ اخلاق اپنے ہمسایوں کو بھی دکھائیں اور اپنے شہر والوں کو بھی دکھائیں بلکہ اس ملک کے لوگوں کو دکھائیں اور کوئی یہ اعتراض نہ کر سکے کہ اسلام کی تعلیم ایسی تعلیم ہے جس میں شدّت پسندی ہے بلکہ یہ لوگ کہیں کہ اسلام کی تعلیم تو اچھی تعلیم ہے لیکن اس کو بگاڑنے والے بعض مسلمان ہیں جنہوں نے بگاڑ دیا۔ لیکن اس کی حقیقی تصویر بھی احمدی مسلمانوں کے ذریعہ سے ہم دیکھ سکتے ہیں۔ پس اس سے بڑھ کر اظہار کرنا ہوگا۔

حضورِانور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آپ احمدیوں کو میں کہتا ہوں کہ آپ لوگوں نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کا پہلے سے بڑھ کر سفیر بننا ہے۔ پہلے سے بڑھ کر اس کا حق ادا کرنا ہے اور اس کے لئے آپس میں بھی محبت اور پیار میں بڑھیں کیونکہ مسجد کا حق اس وقت تک ادا نہیں ہوسکتا جب تک آپس میں محبت اور پیار نہیں ہوگا۔ جب عبادت کرنے کے لئے آتے ہیں، جب ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں، جب دعائیں کر رہے ہوتے ہیں، سلام پھیر رہے ہوتے ہیں تو سب وہ لوگ جو آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے کھڑے ہیں وہ اس میں شامل ہوتے ہیں اور اگر صرف منہ سے تو دعائیں کر رہے ہوں، منہ سے تو السلام علیکم نکلتا ہو لیکن دلوں میں رنجشیں اور کدورتیں ہوں، بدظنیاں ہوں تو آپ عبادت کا حق نہیں ادا کر سکتے۔ آپ نماز کا بھی حق ادا نہیں کر رہے اور پھر ایسے لوگ اس زمرہ میں شامل ہوتے ہیں جس کا مَیں نے پہلے ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے ان کی نمازیں ہلاکت کا باعث بن جاتی ہیں۔ پس اپنوں سے بھی محبت اور پیار میں آپ نے بڑھنا ہے اور غیروں سے بھی پہلے سے بڑھ کر تعلقات بھی قائم کرنے ہیں اور اس تعلق میں بڑھتے چلے جانا ہے اور دنیا کو یہ بتانا ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اس مسجد کا حق ادا کرنے کی توفیق دے اور جہاں عبادت کرنے کا حق ادا کرنے والے ہوں حقیقی عبادت کرنے والوں کا حق ادا کرنے والے ہوں وہاں لوگوں کے حقوق بھی ادا کرنے والے ہوں۔

اسی طرح مَیں تمام معزز مہمانوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائے اور ہمارے اس فنکشن کو رونق بخشی۔ شکریہ۔

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب آٹھ بجکر پچیس منٹ تک جاری رہا۔ آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔

بعد ازاں اس تقریب میں شامل ہونے والے تمام مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیت میں کھانا کھایا۔

آج کی اس تقریب میں 210 مہمان شامل ہوئے جن میں صوبائی پارلیمنٹ کے ممبر Schultheis Karl، لارڈ میئر آخن Marcel Philipp، ممبر صوبائی پارلیمنٹ Jansen Daniela، ممبر سٹی پارلیمنٹ Kuckelkorn Manfred، ممبر سٹی پارلیمنٹ Jansen Björn، ممبر سٹی پارلیمنٹ Dopatka Mathias، شہر Würselen کے میئر Keller Arno اور اس کے علاوہ مختلف حکومتی دفاتر کے حکام وکلاء، ڈاکٹرز، انجینئرز، اساتذہ اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے۔

تقریب کے اختتام پر بعض مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔ حضور انور نے مہمانوں سے گفتگو فرمائی۔ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مارکی سے باہر تشریف لا رہے تھے تو ایک عمر رسیدہ احمدی دوست نے (جو ویل چیئر پر تھے) حضور انور سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ حضور انور از راہ شفقت ان کے پاس کھڑے ہو گئے اور شرف مصافحہ سے نوازا اور ان کا حال دریافت فرمایا۔ اس خوش نصیب شخص کا نام چوہدری عنایت اللہ ہے اور ان کی عمر 100 سال ہے۔ پاکستان میں بھلوال ضلع سرگودھا سے ان کا تعلق ہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے لجنہ کی مارکی میں تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا اور بچیوں نے دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے ہال میں تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق لوکل مجلس عاملہ اور دیگر جماعتی عہدیداران نے تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔ اس دوران بچے مسجد کے بیرونی احاطہ میں ایک قطار میں کھڑے ہو چکے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت ان سب بچوں کو بھی چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے مسجد کے بیرونی احاطہ میں احباب جماعت میں رونق افروز رہے۔ اس دوران بعض مہمان آکر حضور انور سے ملے اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

.................................(باقی آئندہ)

بقیہ:...... خلافتِ حقّہ

ازصفحہ نمبر 12 ....

مقام سے نہیں ہلنا تو نہ دشمن کو دوبارہ حملہ کرنے کا موقع ملتا۔ اور نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کو کوئی نقصان پہنچتا۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں مسلمانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پوری اطاعت نہیں بجالاتے اور ذاتی اجتہادات کو آپ کے احکام پر مقدم سمجھتے ہیں۔ انہیں ڈرنا چاہئے کہ اس کے نتیجہ میں کہیں اُن پر کوئی آفت نہ آجائے یا وہ کسی شدید عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ گویا بتایا کہ اگر تم کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہارا کام یہ ہے کہ تم ایک ہاتھ کے اٹھنے پر اُٹھو اور ایک ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جاؤ۔ جب تک یہ روح زندہ رہے گی مسلمان بھی زندہ رہیں گے اور جس دن یہ روح مٹ جائے گی اُس دن اسلام تو پھر بھی زندہ رہے گا مگر خدا تعالیٰ کا ہاتھ اُن لوگوں کا گلا گھونٹ کر رکھ دے گا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے انحراف کرنے والے ہونگے۔''

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 412-407)

خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منصبِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اپنے سب سے پہلے پیغام میں فرمایا:

''قدرتِ ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ ...... اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو اسلام کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور وفا اور محبت اور عقیدت کا تعلق رکھیں۔ **اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں۔ اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے''۔**

(الفضل انٹرنیشنل 23 مئی 2003ء)

اپنے ایک پیغام میں آپ نے احبابِ جماعت سے فرمایا:

''یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے۔ اس لئے اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو خلافتِ احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں۔...... **ایسے بن جائیں کہ خلیفۂ وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمحِ نظر ہو جائے''۔**

(ماہنامہ خالد ربوہ۔ سیدنا طاہر نمبر مارچ۔ اپریل 2004ء)

ایک اور موقع پر آپ نے اپنے پیغام میں فرمایا:

''ہمیشہ یاد رکھیں کہ خلیفۂ وقت کے احکامات پر عمل کرنا اور ان کی پابندی کرنا اور خلافت سے وفا کا تعلق رکھنا ہر احمدی کا فرض ہونا چاہئے۔ اس کے بغیر وہ ان ترقیوں اور برکتوں سے حصہ نہیں لے سکتا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت اور جماعت سے وابستہ کر رکھی ہیں۔

اس لئے آپ اپنے بھی جائزے لیں اور اپنے گھروں میں بھی سب کے جائزے لیں اور صرف جائزے ہی نہ لیں بلکہ خلافت سے خود بھی وابستہ رہنے اور اپنی اولاد کو بھی اس سے وابستہ رکھنے کے لئے خلیفۂ وقت کی طرف سے جو بھی نصائح کی جاتی ہیں اور جن امور کی طرف بھی خطبات میں توجہ دلائی جاتی ہے ان پر نہ صرف خود عمل پیرا ہوں بلکہ اپنے بچوں کو بھی ان کی طرف توجہ دلائیں''۔

(الفضل انٹرنیشنل 20 مارچ 2015)

.................................(باقی آئندہ)

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)

بقیہ خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ......از صفحہ نمبر 20

پھر بعض عورتیں ہیں جو گھروں میں جاتی ہیں اور اپنی باتوں سے، اپنی نیکی کے نام نہاد قصّوں سے گھر والوں کو خاص طور پر عورتوں کو اپنے فریب میں پھنسا لیتی ہیں۔ ہماری عورتیں عموماً اپنے بچوں کے معاملوں میں بڑی وہمی ہوتی ہیں جو اس قسم کی باتونی عورتوں کی باتوں میں آ کر ان کی خوب خدمت خاطر بھی کرتی ہیں، ان سے متاثر بھی ہو رہی ہوتی ہیں، ان سے تعویذ گنڈے بھی لے لیتی ہیں۔ یہ سب لغویات ہیں بلکہ شرک ہے۔ یہ تعویذ گنڈے کرنے والی جو عورتیں ہیں اگر آپ ان کے ساتھ رہ کر جائزہ لیں تو شائد وہ کبھی نماز بھی نہ پڑھتی ہوں۔ تو جو شخص مسلمان کہلانے کے بعد نماز بھی نہیں پڑھتا، آپ اس سے کیا امید رکھتی ہیں کہ کس طرح اس کا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نماز کی اتنی تاکید فرمائی، آپ نے تو اپنی ساری زندگی نماز کی پابندی فرمائی لیکن آج کل کے یہ پیر فقیر اور اس قسم کی جو عورتیں ہیں وہ اپنے آپ کو کہتی ہیں کہ نہیں جی ہم نے تو خدا کو پالیا ہے اس لئے ہمیں عبادتوں کی ضرورت نہیں۔ یہ سب ڈھکوسلے، دھوکے اور فریب ہوتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا ہے یہ باتوں میں ایسے الجھاتی ہیں کہ اکثر عورتوں کی مت بالکل ماری جاتی ہے۔ یہاں آ کے عقل ختم ہو جاتی ہے۔ عموماً احمدی عورت ان فضولیات سے آزاد ہے۔ بعض جگہ سے یہ شکایات آتی ہیں کہ احمدی عورتیں بھی بعض دفعہ ان تعویذ گنڈے کرنے والی عورتوں کے دام میں پھنس جاتی ہیں۔

حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ نے اپنی والدہ کے بارہ میں لکھا ہے کہ ان کے بیٹے پیدا ہوتے تھے اور فوت ہو جاتے تھے۔ ایک دن ایک بیٹے کو جو چھوٹا سا بچہ تھا نہلا رہی تھیں۔ یہ بچہ صحتمند بھی تھا اور یہ ایک بچہ تھا جو اس عمر تک پہنچا تھا۔ انہوں نے نہلاتے ہوئے دیکھا کہ اسی طرح کی ایک عورت جو تعویذ گنڈے کیا کرتی تھی اور لوگوں کو اپنی بددعاؤں سے ڈرایا دھمکایا کرتی تھی وہ سامنے کھڑی ہے۔ اس عورت نے حضرت چوہدری صاحب کی والدہ کو کہا کہ اگر اس بچے کی زندگی چاہتی ہو تو جو کچھ میرا مطالبہ ہے مجھے دو۔ اس نے کچھ مانگا ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ چاہے یہ بچہ زندہ رہے یا مر جائے مگر مَیں اس قسم کا شرک نہیں کروں گی۔ جو کچھ بھی مانگنا ہے میں تو خدا سے مانگتی ہوں۔ اگر تم نے اور طرح مانگنا ہے، غریب ہو اور مدد چاہتی ہو تو لے لو، مدد کرنے کو تیار ہوں۔ وہ غریبوں کی بہت مدد کیا کرتی تھیں۔ لیکن یہ کہہ کر کہ اس بچے کی زندگی اور موت میرے ہاتھ میں ہے تم مانگو اور میں تمہیں کچھ دوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں شرک کر رہی ہوں۔ یہ مَیں کبھی نہیں کروں گی۔ اللہ تعالیٰ شاید حضرت چوہدری صاحب کی والدہ کا امتحان لینا چاہتا تھا۔ بہرحال یہ عورت ابھی ان کے گھر سے باہر نہیں نکلی تھی کہ کسی وجہ سے بچے کو دورہ پڑا یا طبیعت خراب ہوئی یا جو بھی ہوا اور بچہ نہاتے نہاتے ہی ان کے ہاتھوں میں فوت ہو گیا۔ اگر کوئی اللہ کی عبادت نہ کرنے والی اور اس پر کامل ایمان نہ لانے والی عورت ہوتی تو وہ ڈر جاتی اور شاید اس عورت کو بلا کر معافی بھی مانگتی۔ لیکن اس صابرہ ماں نے اِنَّا لِلّٰہ پڑھا اور بچے کے باپ کو بلا کر اس بچے کو دفنانے کے لئے بھیج دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت چوہدری صاحب کی والدہ کو اس صبر کے بعد ایسا نوازا کہ ان کے کئی بیٹے پیدا ہوئے جنہوں نے بڑی عمر پائی اور جو صاحبِ اولاد ہوئے۔ پھر ان کے ہاں حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ جیسا بیٹا پیدا ہوا جنہوں نے لمبی زندگی بھی پائی اور دنیا میں خوب شہرت بھی پائی، بڑا نام کمایا۔ تو اگر ایسے ابتلاء یا امتحان آئیں اور ان سے اس حد تک ڈر یا خوف ہو کہ میری شامتِ اعمال ہے تو یہ ابتلاء اللہ تعالیٰ کے آگے مزید جھکانے والا ہونا چاہئے، نہ کہ بندوں کے آگے جھکانے والا۔

پھر ہمارے معاشرے میں (یعنی) جماعت کے باہر جو معاشرہ ہے اس میں زندہ انسانوں کے علاوہ مردہ پرستی بھی بہت ہے۔ یہاں ہندوستان میں بھی دیکھ لیں اور پاکستان میں بھی دیکھ لیں پیروں فقیروں کی قبروں پہ جاتے ہیں اور وہاں مرادیں مانگتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو کہیں پتہ نہیں اللہ والے ہوتے بھی ہیں یا نہیں لیکن بعض بزرگ جنہوں نے اپنی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے کرتے گزار دی، شرک کے خلاف جہاد کرتے گزار دی ان کی قبروں کو خدا کے مقابل پر کھڑا کر دیتے ہیں۔ اب ان قبروں کو بھی لوگوں نے شرک کا ذریعہ بنایا ہوا ہے اور ان کے مجاوروں نے کمائی کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ کسی بزرگ کے مزار پر آپ چلے جائیں یہ نظارے آپ کو نظر آئیں گے۔ جماعت میں جو نئے آنے والے مرد ہیں یا عورتیں ہیں، جو بیعت کر کے شامل ہو رہے ہیں ان میں سے بعض ایسے معاشرے سے بھی آئے ہوں گے جن کی اس قسم کی عادتیں ہوں گی۔ عادتیں پکّی ہو جاتی ہیں اور خدا سے زیادہ ان پیروں فقیروں اور قبروں پر اعتقاد اور اعتماد ہوتا ہے، اس لئے یہ خطرہ رہتا ہے کہ جب اس طرح جماعت میں شمولیت ہو رہی ہو تو ایسے لوگ دوسرے کم علم والوں کو بھی متاثر نہ کر دیں۔ اس لئے لجنہ کے نظام کو تربیت کے معاملے میں بہت فعّال ہونا چاہیے۔ معمولی سی بھی کوئی ایسی حرکت نہ ہو جس سے شرک کی بُو آتی ہو۔ ان نومبایعات کی تربیت کی طرف خاص توجہ دیں۔ جو پرانی احمدی ہیں ان کے بھی جائزے لیتی رہیں۔ وہ خود بھی اپنے جائزے لیتی رہیں کہ کس حد تک وہ احمدیت میں رہ کر خدا کے قریب ہو رہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد تو بندے کو خدا کے قریب لانا تھا جس کو دنیا بھول چکی تھی۔ یہ جو نئی شامل ہونے والی ہیں ان میں سے کچھ تو بالکل دیہاتی ماحول سے آئی ہوئی ہیں۔ ان کی تربیت کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ان میں سے جو پڑھی لکھی ہیں ان کو خود سوچنا چاہیے کہ ایک طرف تو عقل یہ کہتی ہے اور ہم اس کو سمجھتے ہیں کہ خدا ہی ہے جس کے ہاتھ میں زندگی اور موت ہے۔ خدا ہی ہے جو سب قدرتوں کا مالک ہے۔ خدا ہی ہے جو ربّ العالمین ہے۔ تمام کائنات کی ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ پھر اِن نام نہاد پیروں فقیروں یا قبروں کے چکّر میں کیوں پڑا جائے۔ خود عقل کرنی چاہیے، سوچنا چاہیے اور اس لحاظ سے اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔

مَیں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں، مجھے کسی نے بتایا کہ پاکستان میں ایک نئی بیعت کرنے والی عورت تھی یا شاید احمدیت کے قریب تھی بہرحال اس نے احمدی عورت کو اپنا بچہ دکھایا اور کہا کہ یہ مجھے داتا صاحب نے دیا ہے۔ تو احمدی عورت نے اس سے کہا کہ اولاد تو خدا دیتا ہے کسی مرے ہوئے میں بلکہ کسی زندہ میں بھی یہ طاقت کہاں ہے کہ کسی کو اولاد دے سکے۔ تو اس عورت نے جواب دیا کہ نہیں مَیں کئی سال خدا سے مانگتی رہی۔ (اب کس طرح مانگتی رہی یہ تو نہیں پتہ) میری اولاد نہیں ہوئی اور پھر صرف ایک دفعہ میں داتا صاحب کے مزار پر گئی اور میں نے بیٹا مانگا تو میرے یہ بیٹا پیدا ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ بعض دفعہ آزماتا بھی ہے، دیکھتا ہے کہ کسی میں کتنا ایمان ہے۔ اور بعض دفعہ قانونِ قدرت کے تحت ویسے ہی ایک چیز مل جاتی ہے جس کو انسان سمجھ رہا ہوتا ہے کہ شاید مجھے فلاں جگہ سے مل گئی۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں ہی تمہیں اولاد دیتا ہوں۔ یہ قدرت صرف خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، کسی اور کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ تو یہ ایسے شرک ہیں جو عورتوں میں ان کی طبیعت کی کمزوری کی وجہ سے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا اب جبکہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھ رہی ہے بہت سی برائیاں بھی نئے آنے والوں کے ساتھ آ جاتی ہیں اس لئے شعبہ تربیت کو بہت زیادہ فعّال ہونے کی ضرورت ہے تا کہ کبھی کسی قسم کا کوئی شرک ہمارے اندر داخل نہ ہو۔ نئے شامل ہونے والوں کی جو اچھائیاں ہیں، جو خوبیاں ہیں وہ تو لیں لیکن برائیوں کی اصلاح کریں اور ساتھ ساتھ اپنی برائیوں کی بھی اصلاح کریں۔

جو نئے احمدی ہو رہے ہیں ان کے دل میں یقیناً کوئی نہ کوئی نیکی ہے جس کا اجر اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ دیا ہے کہ جماعت میں شامل ہو جائیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ وہ صرف سر تا پا برائیاں ہی ہیں اور ان میں کوئی نیک نہیں اور ہم سب نیک ہیں یہ بھی غلط ہے۔ بہت ساری نیکیاں ان میں ہوں گی جو آپ میں یعنی پرانے احمدیوں میں نہیں ہیں۔ اور بہت بڑی نیکی ان کی یہ ہے کہ آج کل کے حالات کے باوجود انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر لبّیک کہتے ہوئے اس زمانے کے مسیح و مہدی کی آواز کو سنا اور اس کو مانا۔ مسلمانوں میں سے بہت سارے شامل ہوئے ہیں جنہوں نے اللہ کے رسول کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس مسیح و مہدی کو مان کر اس کو سلام پہنچایا۔ یقیناً یہ ان کی نیک فطرت ہے جس کی وجہ سے ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا بعض معاشرے کی برائیاں اثر انداز ہو رہی ہوتی ہیں جن کا بعض دفعہ احساس نہیں ہوتا تو ان کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے، اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو بیعت کروانے والی ہیں، جو تربیت کرنے والی ہیں ان کو خود بھی اپنی اصلاح کا موقع ملے گا۔ ان کو خود بھی ان کے لئے دعاؤں کا موقع ملے گا۔ جب بھی آپ کسی کی تربیت کریں تو اس کے لئے دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو بہتر رنگ میں اس مقام کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس کے لئے اس نے جماعت میں شمولیت اختیار کی ہے۔ اور جب آپ دوسرے کے لئے دعا کر رہی ہوں گی تو یقیناً آپ کے دل میں بھی خیال آئے گا کہ میں اپنے جائزے بھی لوں کہ آیا میں اس مقام تک پہنچ گئی ہوں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔

پھر اپنے نفس کا شرک ہے، اپنے آپ کو بڑا سمجھنا ہے جس سے تکبّر پیدا ہوتا ہے۔ کل میں نے اس بارے میں تفصیل سے بتایا تھا کہ چالاکیاں، ہوشیاریاں، مکر، فریب، دغا، جھوٹ یہ سب ایسی چیزیں ہیں جو شرک کی طرف لے جانے والی ہیں۔

اب جھوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بتوں کی پلیدی کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا ہے جیسا کہ فرماتا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج: 31) یعنی پس بتوں کی پلیدی سے اعراض کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔ بعض دفعہ انسان جھوٹ کو اپنی جان بچانے کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ بعض دفعہ کسی مفاد کے اٹھانے کے لئے غلط بات کہہ دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ معمولی سی غلط بات ہے، یہ جھوٹ نہیں ہے۔ حالانکہ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم مٹھی بند کر کے اپنے بچے کے سامنے رکھتے ہو اور کہتے ہو کہ بتاؤ اس مٹھی میں کیا ہے اور اس میں کچھ نہ ہو، خالی ہاتھ ہو تو یہ بھی ایک جھوٹ ہے۔ (حوالہ) بیٹوں بیٹیوں کے رشتوں میں جھوٹ سے کام لیا جاتا ہے۔ خاص طور پر جو لڑکے والے ہیں بہت غلط بیانی کرتے ہیں اور پھر باہر بچیوں سے رشتے طے ہو جاتے ہیں یا طے کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مَیں بتا دوں کہ یہ یہاں سے بھی ہوتا ہے اور پاکستان سے بھی۔ اور اب ایسے کیسز میں بہت زیادہ اضافہ ہونے لگ گیا ہے۔ بہرحال ہمیں اپنی اصلاح کرنی ہے تا کہ یہ باتیں نہ بڑھیں۔ جب لڑکے کو شہریت مل جاتی ہے تو پھر لڑکی پر اور لڑکی کے ذریعے اس کے والدین پر ظلم کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ان سے کئی مطالبے شروع ہو جاتے ہیں۔ پھر تعلیم کے بارے میں غلط معلومات لڑکی والوں کو دی جاتی ہیں۔ رشتے کرنے کے لئے جھوٹ بولے جاتے ہیں۔ لڑکے کی نوکری کے بارے میں غلط معلومات لڑکی والوں کو دی جاتی ہیں۔ غرض کہ ایسے لوگ ہر قدم پر جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں اور عموماً دیکھا گیا ہے کہ اِس معاملے میں مائیں بچوں کی زیادہ طرف داری کر رہی ہوتی ہیں۔ جب ایسے معاملات جماعت کے پاس آتے ہیں تو پتہ لگتا ہے کہ ماؤں نے ہی غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ ایسی مائیں ہیں جو شادیاں کروانے کے بعد لڑکوں کے گھروں میں فساد پیدا کر رہی ہوتی ہیں۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے صحیح بات کہنے کی بجائے جھوٹ پر انحصار کرتے ہیں جبکہ رشتوں کے وقت تقویٰ اور قولِ سدید یعنی صاف ستھری اور کھری بات جس میں کوئی جھول نہ ہو کہنے کا، بہت زیادہ حکم آیا ہے۔ بہرحال اس طرح جھوٹ پر انحصار کیا جاتا ہے تو یہ بھی ایک شرک ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں جھوٹ سے بچنا چاہیے کیونکہ جھوٹ فسق و فجور کا باعث بن جاتا ہے اور فسق و فجور سیدھا آگ کی طرف لے جانے والے ہیں۔ اور یہ آگ جو ہے یہ صرف مرنے کے بعد کی آگ نہیں ہے بلکہ ایسے لوگ پھر اس دنیا میں بھی فسق و فجور کی وجہ سے آگ میں پڑے ہوتے ہیں اور جل رہے ہوتے ہیں۔ ایسے گھروں کے سکون برباد ہو جاتے ہیں۔ برکتیں اٹھ جاتی ہیں۔ فسق و فجور کا مطلب ہی یہی ہے کہ بداعمالی۔ اور دنیا میں دیکھ لیں کہ جھوٹ بولنے والے ایک کے بعد دوسرا گناہ کرتے چلے جاتے ہیں اور بداعمالیوں کا شکار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس طرح جو ایک جھوٹ ہے وہ کئی بداعمالیوں کے بچے پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''بتوں کی پرستش اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو۔ یعنی جھوٹ بھی ایک بت ہے جس پر بھروسہ کرنے والا خدا کا بھروسہ چھوڑ دیتا ہے۔ سو جھوٹ بولنے سے خدا بھی ہاتھ سے جاتا ہے''۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 361)

پس یہ کتنی خطرناک تنبیہ ہے۔ ایک احمدی برداشت نہیں کر سکتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا کہ خدا اس سے چھوٹ جائے۔ اگر خدا ہی ہمارے ساتھ نہیں تو پھر ہمارے پاس رہ ہی کیا گیا ہے۔ اس لئے

خدا تعالیٰ سے تعلق قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ سچائی کا دامن کبھی نہ چھوڑو اور جیسے بھی حالات ہوں، کتنی بھی منفعتیں حاصل ہونے کا امکان ہو، کسی احمدی کو کبھی جھوٹ کے قریب بھی نہیں پھٹکنا چاہیے۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ تمام قدرتوں کا مالک ہے۔ وہ سب طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔کوئی چیز بھی اس کے قانونِ قدرت سے بالا اور باہر نہیں ہے۔ جب سب کچھ وہی ہے تو پھر کون عقلمند انسان یہ سوچ سکتا ہے کہ اس کے دامن سے علیحدہ ہو کر ہم کوئی مفاد حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ وہی رازق ہے، رزق دینے والا ہے۔ اپنے سچے اور وفادار کو وہی رزق دیتا ہے۔

عورتوں میں طبعاً ایک یہ خواہش بھی ہوتی ہے کہ ان کے حالات بہتر ہوں، پیسے کی طرف بھی توجہ ہوتی ہے، ایک دوسرے کو دیکھ کر توجہ پیدا ہوتی ہے کہ ہمارے پاس ویسی چیز ہو، اُس سے بہتر چیز ہو۔ اگر نیکیوں کی طرف توجہ دیں گی تو اللہ تعالیٰ آپ میں ایک تو قناعت پیدا کرے گا۔ دوسرے آپ کی ضروریات پوری کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تو اپنے کامل مومن اور تقویٰ پر چلنے والوں کو ایسی ایسی جگہوں اور طریقوں سے رزق دیتا ہوں کہ جو اس کی سوچ سے بھی باہر ہیں۔ انسان کی سوچ وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتی۔ جیسا کہ فرمایا: وَیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔ مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق: 4) یعنی وہ اسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کر سکتا اور جو اللہ پر توکّل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے، اس کی عبادت کرنے والے، اس کے حضور جھکنے والے، اللہ تعالیٰ کی خشیت دل میں رکھنے والے ہیں ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ مَیں رزق بھی دوں گا اور دنیاوی اور روحانی فائدے بھی ملیں گے۔ روحانی اور جسمانی ہر طرح کے رزق مہیا ہوں گے۔ جب ایک انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہو پھر کسی اور کے آگے جھکنا، جھوٹ کا سہارا لینا، کسی کو اپنا رازق سمجھنا، ان باتوں کو جہالت اور بے وقوفی کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

پھر ہر وقت یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ تمام عزّتوں کا سرچشمہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اگر اللہ نہ چاہے تو کوئی انسان نہیں جو کسی دوسرے انسان کو عزت دے سکے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا (النساء: 139) کہ سب کی سب عزت اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے اگر عزت بھی حاصل کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والی بنیں۔ اس سے ہمیشہ مدد مانگیں۔ جب آپ عابدات بن کے اس سے مدد مانگ رہی ہوں گی، اس پر توکّل کر رہی ہوں گی تو جیسا کہ اس نے وعدہ فرمایا ہے روحانی ترقی کے بھی سامان کر رہی ہوں گی اور دنیاوی ترقی کے بھی سامان کر رہی ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ نے بہترین عورت کی جو خصوصیات بیان فرمائی ہیں وہ یہ ہیں کہ مسلمات ہوں۔ اسلام قبول کیا ہے تو اس کو سمجھ رہی ہوں۔ اللہ اور اس کے رسول کے حکموں پر چلنے والی ہوں۔ مومنات ہوں۔ ایمان میں یہاں تک کامل ہوں کہ کبھی کوئی ابتلاء یا کوئی امتحان بھی آپ کے پائے ثبات میں لغزش لانے والا نہ ہو۔ آپ کو کبھی خدا تعالیٰ سے دُور کرنے والا نہ ہو بلکہ اور زیادہ خدا کے قریب لانے والا اور اس کے آگے جھکانے والا ہو۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا جیسے بھی حالات ہو جائیں آپ کے ایمان میں ہلکا سا بھی جھول نہ آئے۔ پھر یہ کہ قانتات ہوں۔ فرمانبرداری میں بڑھی ہوئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی فرمانبردار ہوں۔ اللہ کے رسول کے حکموں کی اطاعت کرنے والی ہوں۔ نظامِ جماعت کی اطاعت کرنے والی ہوں۔ جب ہم ایک نظام کے تحت چل رہے ہوں گے تو تب ہی ہم ترقی کر سکتے ہیں۔ تائبات ہوں۔ توبہ کرنے والی ہوں۔ اپنے گزشتہ گناہوں اور غلطیوں کی خدا تعالیٰ سے بخشش طلب کر رہی ہوں اور آئندہ اس عزم کا اظہار کر رہی ہوں کہ تمام گزشتہ کوتاہیوں اور غلطیوں سے محفوظ رہنے کی کوشش کریں گی۔ صحیح توبہ تب ہی ہوتی ہے جب تمام بدعات جو مختلف قسم کی عورتوں میں رائج ہو جاتی ہیں ان سے بچنے کی کوشش کریں گی۔ ہمارے اس مشرقی معاشرے میں ہر علاقے کی، ہر قبیلے کی، ہر خاندان کی مختلف رسومات ہیں جو بعض دفعہ بوجھ بن جاتی ہیں اور یہی بوجھ ہیں جو بدعات ہیں۔ ان کی اس طرح پابندی کی جاتی ہے جس طرح یہ دین کا کوئی حصہ بن چکی ہیں حالانکہ دین تو سادگی سکھاتا ہے۔ اپنے ایمان کی مضبوطی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرتے ہوئے، اس سے مدد مانگنے والی ہوں۔ عابدات ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والی ہوں اور سب شرکوں سے اپنے آپ کو پاک کرنے والی ہوں۔ صالحات ہوں۔ روزے رکھنے والیاں اور اپنے روحانی مقام کو بڑھانے کے لئے عبادتوں کی طرف توجہ دینے والیاں ہوں۔

پس اگر احمدی عورتیں ان خصوصیات کی حامل ہو جائیں۔ ہر لمحہ اور ہر آن صرف خدا تعالیٰ کی ذات ان کے پیشِ نظر ہو۔ ہر قسم کی برائیوں سے بچنے والی ہوں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں احمدیت کی آئندہ نسلوں کے روشن مستقبل کی ضمانت ملتی رہے گی۔ عورت کو جو مقام دیا گیا ہے کہ اس کے پاؤں کے نیچے جنّت ہے صرف اولاد کو حکم نہیں ہے کہ ماں کی عزت کرو اور جنت کماؤ بلکہ ماؤں کو حکم ہے کہ تم بھی اُن خصوصیات کی حامل بنو جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں اور اپنی اولاد کی ایسی تربیت کرو کہ وہ جنّت میں جانے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والی ہو۔ خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے والی ہو۔ نظامِ جماعت کا احترام کرنے والی ہو۔ ہر قسم کی لغویات سے پرہیز کرنے والی ہو۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والی ہو۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا یہ نہیں کہ اپنے ذاتی مفاد کے لئے اولاد کی شادیاں کر لیں اور مقصد حاصل کر لئے اور پھر فساد پیدا کر دیا۔ جب آپ کی تربیت اور آپ کے اپنے عمل کی وجہ سے ایسی اولادیں پیدا ہوں گی جو عبادت گزار بھی ہوں، اللہ کا خوف رکھنے والی بھی ہوں اور بندوں کے حقوق ادا کرنے والی بھی ہوں تو اس جہان میں بھی ایک جنت نظیر معاشرہ قائم ہوگا اور آئندہ زندگی میں بھی آپ اور آپ کی اولادیں خدا تعالیٰ کی جنت کی وارث ہوں گی۔

پس ہر احمدی عورت یہ عزم کرے کہ اس نے ہر قسم کے شرک سے اپنے آپ کو پاک کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہمیشہ بھروسہ اور توکّل رکھنا ہے۔ عابدات، قانتات، تائبات بننا ہے۔ تاکہ خدا تعالیٰ نے جس مقصد کے لئے آپ کو پیدا کیا ہے اس کا حق ادا کر سکیں اور اللہ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے احمدیت کی جو نسل آپ کی گود میں بڑھ رہی ہے اس کا شمار ذریت طیّبہ میں ہو، نہ کہ ان میں جو شیطان کی گود میں جا پڑتے ہیں۔

بچوں کی طرف خاص توجہ کریں۔ بحیثیت گھر کے نگران کے ہر عورت اپنے بچوں کے بارے میں جوابدہ ہوگی۔ پس اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تمہیں نگران بنایا گیا تھا تم نے ان کی اچھی طرح تربیت کیوں نہیں کی۔ اس کام کو کوئی معمولی کام نہ سمجھیں۔ عورت کا صرف یہ کام نہیں ہے کہ گھر میں کھانا پکا دیا اور خاوند کے کپڑے دھو دیئے اور استری کر دیئے اور بچوں کو سکول بھیج دیا بلکہ آپ نے ان کی تربیت میں بھی مکمل طور پر حصہ لینا ہے۔

آج کل کی برائیوں میں سے ایک برائی ٹی وی کے بعض پروگرام ہیں، انٹرنیٹ پر غلط قسم کے پروگرام ہیں، فلمیں ہیں۔ اگر آپ نے اپنے بچوں کی نگرانی نہیں کی اور انہیں ان لغویات میں پڑا رہنے دیا تو پھر بڑے ہو کر یہ بچے آپ کے ہاتھ میں نہیں رہیں گے۔ پھر وہی مثال صادق آئے گی جب ایک بچے کی ہر غلط حرکت پر ماں اس کی حمایت کیا کرتی تھی۔ ہوتے ہوتے وہ بہت بڑا مجرم بن گیا، قاتل بن گیا۔ آخر پکڑا گیا اور اس کو سزا ملی۔ سزا کے بعد جب اس کی آخری خواہش پوچھی گئی تو اس نے کہا میں اپنی ماں سے علیحدگی میں ملنا چاہتا ہوں۔ اس کا کان میرے قریب کرو۔ زبان میرے قریب کرو میں اسے پیار کرنا چاہتا ہوں۔ اور پیار کرتے ہوئے اس نے اس کی زبان کاٹ لی۔ لوگوں نے کہا اے ظالم، تم ساری عمر ظلم کرتے رہے ہو، آخری وقت میں بھی تم نے یہ نہیں چھوڑا۔ تو اس شخص نے کہا کہ اگر میری یہ ماں بچپن میں میری اصلاح کرتی رہتی تو آج میں یہ حرکت نہ کرتا۔ اور آج پھانسی کا پھندا میرے گلے میں نہ ڈالا جاتا۔ جب بھی میں کوئی غلط حرکت کر کے آتا تھا تو میری ماں میری حمایت کیا کرتی تھی اور اس حمایت کی وجہ سے مجھ میں اور جرأت پیدا ہوتی چلی گئی اور یہاں تک نوبت پہنچی۔ اس لئے کبھی یہ نہ سمجھیں کہ معمولی سی غلطی پر بچے کو کچھ نہیں کہنا، ٹال دینا ہے، اسکی حمایت کرنی ہے۔ ہر غلطی پر اس کو سمجھانا چاہیے۔ آپ کے سپرد صرف آپ کے بچے نہیں ہیں، قوم کی امانت آپ کے سپرد ہے۔ احمدیت کے مستقبل کے معمار آپ کے سپرد ہیں۔ ان کی تربیت آپ نے کرنی ہے۔ پس خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتے ہوئے اپنے عمل سے بھی اور سمجھاتے ہوئے بھی بچوں کی تربیت کریں۔ اور پھر میں کہتا ہوں اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور اپنے عہدِ بیعت کو جو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام سے کیا ہے پورا کریں۔ اپنے آپ کو بھی دنیاوی لغویات سے پاک کریں۔ عابدات بنیں اور اپنے بچوں کے لئے بھی جنت کی ٹھنڈی ہواؤں کے سامان پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Announcement for Admission to

Jamia Ahmadiyya UK

Jamia Ahmadiyya UK will be holding entry test and interview on 28th and 29th July 2015 for this year's intake of students. The following conditions apply:

Qualifictions: Minimum qualifications for the candidates are six GCSE, three A-Level or equivalent with C grades or 60% marks.

Age on Entry: Maximum age of 17 years for students with GCSE or 19 years with A-Levels or equivalent qualifications.

Medical Report: The applicants MUST submit a detailed medical report from the GP with whom they have been registered.

Written Test and Interview: The applicants will take a written test and will appear before a Selection Board for interview. Only those who pass the written test will be invited for interview.

The written test and interview will be based on the recitation of the Holy Quran, the Waqfe Nau Syllabus and profiency in reading, writing and spoken English and Urdu languages. **However, candidates will be judged for their inclination towards learning and reading the translation of the Holy Quran and the books of the Promised Messiah علیہ السلام.**

Procedure: Application will ONLY be accepted on the prescribed Admission Form available from the Jamia UK office. It must be accompanied by the following documents:

- ……Application must be endorsed by the National Ameer.
- ……A detailed medical report from the GP.
- ……Photocopies of the GCSE or A-Level results. If the results are awaited, the candidate must include a letter from his school/ sixth Form tutor about his projected grades.
- ……Copy of applicant's passport.
- ……2 passport size photographs.
- ……The spellings of the name must be the same as in the passport. Any change must be accompanied by the certification for that change.

LAST DATE: The application for the 2015 entry MUST arrive by **30th June 2015**. Applications received after that will not be considered.

Applications should be addressed to:

THE PRINCIPAL Jamia Ahmadiyya UK
Branksome Place, Hindhead Road, Haslemere GU27 3PN

For any further help or clarification, please telephone:
+44(0)1428647170 or +44(0)1428647173
Mob: +44(0)7988461368 Fax: +44(0)1428647188
Jamia is open from Monday to Saturday from 8am to 2pm. Visitors are welcome ONLY by prior appointments.

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترمہ سرور سلطانہ صاحبہ
اہلیہ مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 9مارچ 2011ء میں مکرمہ ش۔گ صاحبہ کے قلم سے اُن کی والدہ محترمہ سرور سلطانہ صاحبہ اہلیہ محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

محترمہ سرور سلطانہ صاحبہ کے والدمحترم محمد یاسین خان صاحب انتہائی شریف النفس اور نیک انسان تھے۔ فیروزپور میں بیکری کا کاروبار کرتے تھے اور اس کے علاوہ ڈیرہ دون میں آپ کا مَیس بھی تھا۔آپ کو کتابیں پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ایک احمدی نے آپ کا یہ شوق دیکھ کرحضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ’اسلامی اصول کی فلاسفی‘ اور ’کشتی نوح‘ آپ کے سرہانے رکھ دی۔ان کا مطالعہ کیا توحضرت مصلح موعودؓ کی بیعت کرلی اور پھر تبلیغ کرکے سارے خاندان کو احمدی کرلیا۔مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔اپنے ایک بیٹے محمد یامین صاحب کو قادیان لے جاکر جامعہ میں داخل کروایا لیکن وہ طالب علمی کے دوران ہی وفات پا گئے۔

ایسے نیک باپ کی اولاد محترمہ سرور سلطانہ صاحبہ خود بھی انتہائی شفیق، نیک اور خدا ترس خاتون تھیں۔ اکثر خداتعالیٰ کے ذکر میں محو رہتیں۔ایک واقف زندگی کا رشتہ شادی کے لئے منتخب کیا۔محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب اس وقت جامعہ سے فارغ ہی ہوئے تھے اور لکھنؤ میں متعیّن تھے۔تنگدستی کا زمانہ تھا۔شادی کے بعد میاں بیوی نے مشکل حالات میں بھی گزارہ کیا اور کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔ اپنے شوہر کے وقف کے تقاضوں کونبھانے کے لئے ہر پہلو سے ہمیشہ ساتھ دیا۔

محترمہ سرور سلطانہ صاحبہ کوتعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔مڈل تک سکول جاکرتعلیم حاصل کی پھرکسی وجہ سے باقاعدہ تعلیم حاصل نہ کرسکیں لیکن مطالعہ بہت کیا۔ شادی کے بعدتوعلم بہت وسیع ہوگیا۔بچوں کے دلوں میں بھی علم حاصل کرنے کا شوق پیدا کیا۔بچوں کی دینی تعلیم کا بھی بہت فکر ہوتا تھا۔تمام بچوں کوخودقرآن کریم پڑھایا۔ بار بار دہرائی کرواتیں۔ذیلی تنظیموں کے نصاب کی کتابیں پڑھاکرسمجھاتیں۔آپس میں دینی مقابلے کرواتیں اور انعام دیتیں۔ہم سب بہن بھائیوں کو ہر وقت یہی سمجھاتیں کہ دین کو دنیا پر مقدّم رکھنا ہے۔ہمارے ہاتھ سے چندے دلواتیں۔امتحان میں کامیابی پر ہم سے دونفل شکرانے کے ادا کرواتیں۔اکلوتے بیٹے سے کبھی بے جالاڈ پیار نہ کیا۔ اس کی ہر جائزبات مانتیں اور ہر غلط بات پرسرزنش کرتیں۔

ہر مشکل میں خدا کا دامن تھامتیں اور اُسی سے مدد مانگتیں۔جب بھی مشکل مواقع آئے بچوں کے ساتھ اجتماعی دعا کرتیں نفل ادا کرتیں اور خدا پر بھروسہ کرتیں۔خدا تعالیٰ بھی آپ کا کام کردیتا۔مثلاً ایک دفعہ آپ کے پاس کوئی پیسہ نہ تھا کہ سبزی بھی منگوائی جاسکتی۔اسی دوران کسی مہمان کے آنے کی بھی اطلاع آگئی۔بہت پریشان ہوئیں اور دعا میں لگ گئیں۔خدانے ایسا فضل فرمایا کہ تھوڑی دیر بعد کسی نے دروازہ پر دستک دی اور بیس روپے دے کر کہنے لگا کہ ایک سال پہلے میں نے مولوی صاحب سے ادھار لئے تھے پھر میں کہیں چلا گیا تھا اب آیا ہوں تو یہ ادھار واپس کر رہا ہوں۔اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں۔

آپ نے بچوں میں عزتِ نفس پیدا کرنے کی کوشش بھی کی۔ایک معمولی سا واقعہ ہے کہ اس زمانہ میں ہمارے گھر میں فریج نہیں ہوتا تھا۔ ہمارے گھر کے اوپر جو فیملی رہتی تھی وہ مالی وسعت رکھتے تھے۔ایک دن اُن کی امی نے ہم سے کہا کہ تم لوگوں کو برف کی ضرورت ہوتو ہم سے لے جایا کرو اور ساتھ ہی انہوں نے ہمیں بہت سی برف دے دی۔مَیں اور میرا بھائی برف لے کر بہت خوش ہوئے اور دوڑتے ہوئے گھر آئے اور امی کو لاکر دی اور سب حال سنایا۔امی بہت ناراض ہوئیں۔ کہنے لگیں تم فقیر ہو جو لوگوں سے برف مانگتے ہو اور یہ کہہ کر ساری برف پھینک دی اور کہا کہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانا بہت بُری بات ہے۔ مانگنا ہے تو خدا سے مانگو۔ پھرآٹھ آنے دئے کہ جاؤ بازار سے برف خرید کر لاؤ۔ اس وقت تو ہمیں سمجھ نہ آئی تھی، آج اندازہ ہوتا ہے کہ بچپن سے عزت نفس پیدا کردی۔

مہمان نوازی کا خلق آپ میں حد سے زیادہ تھا۔ ہر مہمان کی، واقف ہو یا اجنبی، خاطرداری کرتیں۔اکثر اس کے لئے مشقّت بھی برداشت کرتیں۔مہمان بھی بہت آتے تھے لیکن کبھی نہ تھکتیں نہ تنگ آتیں بلکہ خوشدلی سے ان کے آگے کچھ نہ کچھ پیش کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ مہمان نوازی تو صفت انبیاء ہے۔

اسی طرح جذبہ خدمت خلق آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔کبھی کسی کو تکلیف میں دیکھ لیتیں یا کسی کا دکھ سن لیتیں اس وقت تک چین سے نہ بیٹھتیں جب تک اس کی مدد نہ کرلیتیں۔لمبا عرصہ ان کا معمول تھا کہ مہینہ میں ایک دفعہ اپنے ہاتھ سے بہت سارا کھانا پکاتیں اور غرباء کی بستی میں تقسیم کروادیتیں۔اسی طرح کبھی کسی مستحق کو کپڑے سی کر دے دیتیں۔ایک دفعہ پڑوس کی ایک غریب بچی کے پاس عید پر پہننے کے نئے کپڑے نہ تھے۔ مالی تنگی کے باوجود آپ اس کے لئے بازار سے کپڑا لائیں اور اس کا جوڑا سی کر ساتھ چوڑیاں لگا کر اس کو دیا۔ بیماروں کی عیادت کرتیں۔ کبھی کبھی ان کے لئے کچھ پکا کر پرہیزی کھانا بھجواتیں۔

آپ میں صبر کا مادہ بہت تھا۔کراچی میں ایک پڑوسی تعصّب کی بِنا پر بہت تکلیف دیتے تھے۔گھر میں گند پھینک دیتے۔آپ خاموشی سے صاف کردیتیں۔کوئی جھگڑا نہ کرتیں۔ وہ بچوں کو بھی آتے جاتے تنگ کرتے۔ ان پر ایک دفعہ آزمائش کا وقت آگیا۔ جوان بیٹا جل گیا، خاوند کو فالج ہوگیا۔بیٹی کو مجبوراً کسی بوڑھے سے بیاہنا پڑا۔ایسے میں امی اُن کی تمام مخالفت اور ایذارسانی بھول کر ان کی ہمدردی کو گئیں۔کھانا پکا کر بھیجا۔ وہ عورت حیران ہوئی کہ جس کے ساتھ بدسلوکی کرتی تھی آج وہی میرا خیال رکھ رہی ہے۔

آپ کا ایک بیٹا ڈیڑھ سال کی عمر میں پلنگ سے گِر کر فوت ہوگیا۔اسی طرح ایک بیٹی جو ہندوستان میں بیاہی تھیں وفات پاگئیں۔ملکی قیود کی وجہ سے جا بھی نہ سکتی تھیں۔ بہت صدمہ تھا لیکن صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور دوسرے بچوں کو بھی صبر کی تلقین کی۔ پھر پیار کرنے والا شوہر آن واحد میں ایک حادثہ میں جدا ہوگیا لیکن آپ نے بہت حوصلہ سے یہ دکھ برداشت کیا اور فرمایا میں حضرت اماں جانؓ کے الفاظ میں یہی کہوں گی کہ خدا ہمیں نہ چھوڑے۔

آپ بہت بہادر تھیں۔شوہر دورہ پر جاتے تو آپ چھوٹے بچوں کے ساتھ بہادری سے رہتیں اور سارے کام انجام دیتیں۔1953ء میں کراچی میں احمدیوں کے لئے مشکل حالات آئے۔ایک دن جب آپ بچوں کے ساتھ گھر میں تھیں کہ مخالفین کا ایک گروہ گھر کوآگ لگانے آگیا۔ آپ نے ہمت سے اپنی دانست میں آگ سے بچاؤ کے جو طریق ہوسکتے تھے اختیار کئے، بچوں کو محفوظ جگہ پر چھپا دیا اور خود جائے نماز بچھا کر اس خطرہ کے ٹلنے کی دعا کرتی رہیں۔خداتعالیٰ نے ایسا کرم کیا کہ پڑوسیوں کا ملازم شور سن کر باہر آیا اور مخالفین کو روکنے کے لئے دھمکانے لگا۔وہ لوگ کچھ گھبرا کر فرار ہوگئے اور خدا نے ہم سب کو محفوظ رکھا۔

آپ انتہائی سلیقہ مند خاتون تھیں کبھی حرص یا طمع کا شائبہ بھی ان میں نہیں دیکھا۔بہت قناعت پسند تھیں۔جو ملتا وہ کھالیتیں، جو میسر آتا وہ لباس پہن لیتیں۔ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو جوڑ کر بچوں کے لئے ایسے جاذب نظر لباس بناتیں جو کسی طرح بازار کے ریڈی میڈ کپڑوں سے کم نہ ہوتے۔اسی طرح پرانے کپڑوں کو کتر بیونت کرکے گھر کی بہت سی کارآمد چیزیں بنالیتیں۔ کھانا بہت اچھا بناتیں۔بہت صفائی پسند تھیں۔

آپ خدا سے محبت کرتیں اور اُس کی اطاعت کی ہر ممکن کوشش کرتیں۔نمازوں کی پابند، تلاوت قرآن کثرت سے کرتیں۔تہجد گزار اور نوافل کا اہتمام کرنے والی۔ان کو دعاؤں کی بہت عادت تھی۔کام کرتے وقت بھی دعا کرتی رہتیں اور آنکھوں سے آنسو گرتے رہتے۔ خلافت سے بہت محبت تھی۔ خلیفۂ وقت کی ہر تحریک پر فوراً لبیک کہتے ہوئے حسب توفیق حصہ لیتیں۔دین کے کام کرنے کا بہت جذبہ تھا۔کراچی میں نگران ناصرات اور پھر اپنے حلقہ کی صدر رہیں۔جب ربوہ آئیں تو بھی محلّہ کی صدر لجنہ کے طور پر کام کیا۔بہت لگن سے کام کرتیں۔اپنی خوش اخلاقی سے ہردلعزیز تھیں۔محبت و پیار سے کام لیتیں۔کبھی آپ کے کام کی تعریف ہوتی تو عاجزی سے یہی کہتیں:

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگاہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

اپنے بیٹے کے پاس لاس اینجلس امریکہ گئیں تو وہاں لجنہ قائم کردی۔ انتخاب کروایا اور ان کو کام کرنے کے طریقے سمجھائے۔محلّہ میں بچوں کو قرآن کریم پڑھنے پڑھانے پر بہت زور دیتیں اور ہر سال ایک تقریبِ آمین کرواتیں۔محلّہ میں اگر خدانخواستہ کوئی وفات ہوجاتی تو محلّہ کی طرف سے تعزیتی کھانا بھی پکا کر لواحقین کو بھجواتیں۔جب حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کی طرف سے صدریاں سینے کا ارشاد لجنہ کو ہوا تو آپ نے محلّہ کی تمام عورتوں کو اپنے گھر میں بلاکر صدریاں تیار کروائیں۔یوں لگتا تھا کہ ایک چھوٹی سی فیکٹری ہے جہاں دن رات کام ہورہا ہے۔

کراچی میں آپ کی رہائش کے دوران کئی رشتہ دار کام یا تعلیم کی غرض سے کراچی آکر مہینوں اور سالوں آپ کے ہاں رہتے۔آپ خوشدلی سے ہر ایک کے لئے گھر کے دروازے کھلے رکھتیں۔

آپ کو اپنے سسر حضرت مولانا ذوالفقار علی خان صاحبؓ گوہر کی کئی نظمیں زبانی یاد تھیں اور اکثر ترنم سے پڑھتیں۔خاص طور پر یہ شعر پڑھتیں تو روتی بھی تھیں:

کھڑے ہوں روزمحشر راست بازوں کی قطاروں میں
ہمارے نام بھی شامل ہوں تیرے جاں نثاروں میں

آخری چندسالوں میں صحت کمزور ہوگئی تھی۔مختلف عوارض تھے۔ ہر ممکن علاج کیا گیا لیکن آخر تقدیر الٰہی غالب آئی اور22 جون 2010ء کو وفات پا کر بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئیں۔

حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 7جنوری 2011ء میں مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب کے قلم سے محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

محترم مولانا دوست محمد صاحب کی خلافت کے ساتھ محبت اور خلافت کی تعظیم مثالی تھی۔ایک دفعہ مغرب کی نماز کے لئے لوگ مسجد میں جمع تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ملاقاتوں میں مصروف تھے۔نماز مغرب کو دیر ہورہی تھی۔ ایک دوست نے بڑی بے تکلّفی سے مولانا صاحب سے پوچھا کہ نماز کا کیا وقت ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ جب امام آئیں گے وہی وقت نماز کا ہوگا۔

آپ نے بہت ساری مختصر اور جامع کتب بھی تحریر فرمائیں۔’’اقلیم خلافت کے تاجدار‘‘ میں آپ نے خلفاء احمدیت کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات کو قلمبند فرمایا ہے۔

اپنا ایک ذاتی واقعہ آپ یوں بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ناظر اصلاح و ارشاد نے حضرت مصلح موعودؓ سے اجازت حاصل کرکے مجھے ہدایت فرمائی کہ دنیا پور (ضلع ملتان) میں جماعت کے خلاف اشتعال پھیلایا جارہا ہے جس کے ازالہ کے لئے فوراً بذریعہ چناب ایکسپریس ملتان پہنچو اور چوہدری عبدالرحمٰن صاحب امیر ملتان کو لے کر دنیاپور پہنچو۔ مجھے یہ تحریری ارشاد چناب ایکسپریس آنے کے صرف چند گھنٹے قبل ملا جبکہ مَیں مسجد مبارک سے متصل خلافت لائبریری کے ایک کمرہ میں تصنیفی کام میں مصروف تھا۔ میری رہائش ان دنوں محلّہ دارالنصر شرقی کے آخر میں تھی۔ میں نے اپنے گھر والوں کو پیغام بھجوا دیا کہ میں دفتر سے بذریعہ ٹرین ملتان جا رہا ہوں۔ساتھ ہی اپنے مقدّس آقا کے حضور سفر کی کامیابی کے لئے درخواست دعا لکھی۔ نیز عرض کیا کہ میری بیگم سخت بیمار ہیں، ازراہ شفقت ان کو بھی خصوصی دعا میں یاد رکھا جائے، احسان ہوگا۔

ملتان پہنچ کر اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ مجسٹریٹ صاحب سے جلسہ دنیاپور کے لئے تحریری اجازت لینا ضروری ہے۔ چنانچہ جناب عبدالحفیظ صاحب ایڈووکیٹ ملتان مجھے ساتھ لے کر فاضل جج کی خدمت میں پہنچے اور درخواست پیش کی۔انہوں نے فرمایا ضلع بھر میں جلسوں کی مکمل آزادی ہے۔مَیں نے عرض کیا بلاشبہ یہی

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 21مارچ 2011ء میں مکرم محمد ابراہیم شاد صاحب کی ایک نظم بعنوان ’’دولتِ ایمان‘‘ شائع ہوئی ہے۔اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

اطاعت میں محمدؐ کی مسیحائے زماں آیا
خدا کے فضل ورحمت کا جہاں میں اِک نشاں آیا
ہوئی معدوم جس سے ظلمتِ ادیانِ باطل سب
وہ تنویر مجسّم ماہ کامل ضَوفشاں آیا
رہی ہیں منتظر اقوامِ عالم مدّتوں جس کی
وہ مہدی ، وہ کرشنا ، وہ مسیحا ، قادیاں آیا
ثریّا سے ہے لایا پھر زمیں پر دولتِ ایماں
وہ ’’رجل فارسی‘‘ جس کا نوشتوں میں بیاں آیا

حقیقت ہے۔ بایں ہمہ آپ کا احسان عظیم ہوگا اگر آپ ہماری عرضداشت کو شرف قبولیت بخشیں۔ یہ سنتے ہی انہوں نے اجازت نامہ دے دیا۔ دنیا پور میں کئی روز سے مخالفین احمدیت لاؤڈ سپیکر پر گند اچھال رہے تھے اور ان کی مفتریات نے پورے قصبہ کی فضا کو مکدر کر دیا تھا۔ ان دنوں جماعت احمدیہ دنیا پور کے صدر شیخ محمد اسلم صاحب تھے جو بہت مستعد و مخلص اور فعال بزرگ تھے۔ انہوں نے اپنے مکان سے متصل میدان میں جوابی جلسہ کے انعقاد کے لئے دریاں بچھا دیں اور لاؤڈ سپیکر نصب کرا دیا۔ ابھی جماعت کے جلسہ کی کارروائی کا تلاوت قرآن کریم سے آغاز ہی ہوا تھا کہ احراری علماء کا ہجوم امڈ آیا حتیٰ کہ اس نے پنڈال کو گھیر لیا۔ احرار دھاوا بولنے سے پہلے مقامی پولیس افسر سے ساز باز کر چکے تھے جس نے آتے ہی نہایت تند و تیز الفاظ میں صدر صاحب کی جواب طلبی کی کہ سرکاری حکم کے بغیر کیوں جلسہ کیا جا رہا ہے۔ محترم صدر صاحب جواب دے سکتے تھے کہ احراریوں نے جلسہ کی منظوری کب لی ہے مگر انہوں نے موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے جھٹ اجازت نامہ پیش کر دیا جس کے بعد سب شرپسند اور تماشہ بین میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور جماعت احمدیہ کا جلسہ عام کئی گھنٹے تک نہایت کامیابی سے جاری رہا۔ دو ایک روز بعد مَیں واپس ربوہ آ گیا۔ تو یہ دیکھ کر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی روحانی توجہ اور دعا کے طفیل میرے اہل خانہ پوری طرح شفایاب ہیں۔

محترم مولانا صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو مسند خلافت پر متمکن ہونے کے فوراً بعد ہی ایک ملاقات میں آپ سے یہ عرض کی کہ ’’حضور میں بھی یہی عہد کرتا ہوں کہ ایک واقف زندگی کی حیثیت سے شب و روز خدمت دین میں مشغول رہوں گا‘‘۔ حضور کے سترہ سالہ زمانہ خلافت میں خاکسار جمعہ اور عیدین بلکہ مشاورت کے ایام میں بھی کارروائی سے قبل اپنے دفتر میں موجود رہتا تھا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور کے فوری ارشادات کی تعمیل کی سعادت پاتا رہا۔‘‘

آپ مزید لکھتے ہیں: ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر جبکہ میں نے دو ہفتہ کے لئے اپنا بستر معمول کے مطابق دفتر میں بچھا رکھا تھا کہ یکایک جناب ثاقب زیروی صاحب تشریف لائے اور مجھے بتایا کہ میں ابھی حضور کی زیارت کر کے آ رہا ہوں، حضور نے اپنے پرائیویٹ سیکرٹری کو فرمایا ہے کہ تمہیں فون کریں کہ فلاں حوالہ اوّلین فرصت میں بھجوا دو۔ مَیں نے عرض کیا کہ وہ نصف شب میں کہاں ہوں گے؟ حضور نے فرمایا کہ اپنے دفتر (شعبہ تاریخ) میں۔ چنانچہ میں صرف یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ واقعی دفتر میں موجود ہیں۔

آپ کی ایک خوبی یہ تھی کہ ہر خط کا جواب دیتے تھے۔ ایک دفعہ خاکسار نے شکوہ کیا کہ میں نے خط لکھا تھا آپ نے جواب عنایت نہیں فرمایا۔ جواب میں آپ نے لکھا: ’’تاخیر جواب کی چونکا دینے والی اطلاع پر حیرت زدہ ہوں کیوں کہ یہ عاجز سید حضرت مختار احمد صاحب کے تلامذہ میں سے ہے جن کا عقیدہ تھا کہ جواب دینا ایسا قرض ہے جس کا نقطہ کٹ بھی جائے تو فرض رہ جاتا ہے۔

ایک خط میں خاکسار کو ان الفاظ میں نصیحت کی: حضرت مسیح موعودؑ نے بار بار ملفوظات میں لکھا ہے کہ ہم مخالفین کے ممنون ہیں وہ بھی ہمارے ہی مبلغ ہیں اور ان کی مخالفت کھاد کا کام دے رہی ہے بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے احسان کو تو حضرت اقدسؑ نے خاص طور پر یاد رکھا ہے۔

آپ اپنی تقاریر میں اشعار کا باموقعہ اور برمحل استعمال فرماتے تھے۔ حضرت ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم (خالد احمدیت) کی ایک معروف نظم کے چند اشعار بھی اکثر سناتے رہتے تھے جن سے آپ کی دعوت الی اللہ کے بارے میں قلبی کیفیت کا اندازہ لگانا بہت آسان ہوتا تھا۔

خدا خود جبر و استبداد کو برباد کر دے گا
وہ ہر سُو احمدی ہی احمدی آباد کر دے گا
صداقت میرے آقا کی زمانے پر عیاں ہو گی
جہاں میں احمدیت کامیاب و کامراں ہو گی

ایک پاکستانی قادیانی۔ عبدالسلام

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 5 مارچ 2011ء میں انگریزی اخبار ’’دی نیشن‘‘ (21 نومبر 2010ء) میں شائع ہونے والے ایک مضمون کا اردو ترجمہ مکرم پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔ یہ مضمون محترم ڈاکٹر مجاہد کامران صاحب نے تحریر کیا ہے جو ایک ماہر طبیعات ہیں اور پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہیں۔ وہ ان دنوں ’’ایک پاکستانی قادیانی‘‘ کے نام سے ڈاکٹر عبدالسلام کی سوانح عمری بھی تحریر کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر مجاہد کامران صاحب لکھتے ہیں کہ پاکستان کے واحد نوبیل لارئیٹ عبدالسلام نے الیکٹرومیگنیٹک اور کمزور قوتوں کی یونیفیکشن کے سلسلہ میں کام کرنے پر 1979ء کا نوبیل انعام جیتا۔ سلام نے Ph.D. کرنے سے پہلے فزکس اور ریاضی دونوں میں فرسٹ کلاس کے ساتھ ڈبل Tripos (یعنی دو مضمونوں میں آنرز کی ڈگری) کا نادر امتیاز حاصل کیا۔ سلام نے ریاضی میں Tripos کے طالب علم کے طور پر سینٹ جان کالج میں داخلہ لیا تھا۔ 1989ء میں گورنمنٹ کالج کے میگزین ’راوی‘ کے لئے لکھے جانے والے ایک مضمون میں سلام نے کیمبرج یونیورسٹی میں اپنی زندگی کے کچھ گوشے یوں بیان کئے کہ مَیں گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔ اے کرنے کے بعد 1946ء میں کیمبرج پہنچا۔ کیمبرج کے کلاس رومز میں طلبا بالکل اسی انداز میں بیٹھتے ہیں جیسے کہ نماز سے پہلے نمازی مسجد میں بیٹھتے ہیں۔ لیکچرار کی آمد سے پہلے مکمل خاموشی ہوتی ہے۔ میری کلاس کے دوسرے ساتھی سیدھے سکول سے وہاں داخل ہوئے تھے اور عمر میں مجھ سے چھوٹے تھے۔ مجھے ان کے برابر خوداعتمادی اور امنگوں کی سطح پر پہنچنے میں دو سال لگے۔ وہ ایسے ماحول سے آئے تھے جہاں تمام اچھے طلباء کو کیمبرج میں بھیجنے سے قبل ہر سکول ٹیچر ان کے ذہن میں یہ بات بٹھاتا ہے کہ وہ ایسی قوم کے فرزند ہیں جس نے نیوٹن کو جنم دیا تھا اور یہ کہ طبیعات اور ریاضی کا علم ان کی میراث ہے۔ اگر وہ سچی خواہش رکھتے ہوں تو وہ بھی ’نیوٹن‘ بن سکتے ہیں۔

ریاضی Tripos تین سالہ کورس تھا۔ سلام نے پہلا سال فرسٹ کلاس میں پاس کر لیا جبکہ اُن کے کلاس فیلوز کی اکثریت نے تھرڈ ڈویژن حاصل کی۔ اس کی وضاحت سلام کے استاد Wordie نے یوں کی کہ ہم پہلے سال کا امتحان اس قدر مشکل رکھتے ہیں کہ ان طلباء کے درمیان فرق واضح ہو جائے جو واقعی سنجیدہ ہوتے ہیں۔

کیمبرج میں طالب علمی کے پہلے سال سلام اپنے ریاضی کے علم کے متعلق مطمئن تھے لیکن اپنے جنرل نالج کے متعلق انہیں اطمینان نہیں تھا۔ اس لئے وہ کافی وقت لائبریری میں گزارتے اور مختلف تہذیبوں کی تاریخ کا مطالعہ کرتے۔ کیمبرج میں دوسرے سال کے دوران سلام اپنے پارٹ ٹو کے امتحان کی تیاری کرتے اور بعض اوقات پارٹ تھری کے لیکچرز میں بھی حاضری دیتے جو اس زمانہ میں سائنسدان Paul dirac دیا کرتے تھے جنہیں 1933ء میں طبیعات میں نوبیل پرائز ملا تھا۔ سلام Dirac (ڈریک) کو آئن سٹائن سے زیادہ بلند مرتبہ قرار دیتے تھے۔ سلام نے 1948ء میں Tripos کے پارٹ ٹو کے امتحان میں فرسٹ کلاس حاصل کی اور اس طرح رینگلر (Wrangler) کے ٹائٹل کے حقدار ہو گئے۔ یہ عظیم Dirac کے ساتھ ربط کا نتیجہ تھا کہ سلام نے سول سرونٹ (سی۔ ایس۔ پی آفیسر) بننے کی خواہش ترک کر دی اور یہ غالباً Dirac کے ساتھ ربط کا ہی نتیجہ تھا جس نے سلام میں طبیعات کے میدان میں آگے بڑھنے کی تمنا پیدا کی۔ سلام نے بیان کیا: 1948ء تک میں نے ریاضی پڑھی۔ اس دوران میں نے Dirac اور Pauli دونوں کے لیکچرز بھی توجہ سے سن لئے تھے اور طبیعات کی طرف میلان بڑھتا گیا۔ 1948ء میں جب میں نے ریاضی کا کورس مکمل کر لیا تو ابھی میرے پاس ایک سال کا سکالرشپ باقی تھا اور مَیں نے تقریباً ارادہ باندھ لیا کہ طبیعات کی تعلیم مکمل کروں گا۔

پھر حتمی فیصلہ کرنے کے لئے سلام نے Fred Hoyle سے مشورہ کیا تو انہوں نے تجرباتی فزکس کا کورس کرنے کا مشورہ دیا۔ یہ مشورہ ماننے سے سلام نے ایک ایسا چیلنج منظور کر لیا جس میں کم لوگ ہی کامیابی سے ہمکنار ہوئے تھے یعنی ریاضی آنرز میں فرسٹ کلاس حاصل کرنے کے بعد فزکس میں بھی ایک سال میں فرسٹ کلاس حاصل کرنی تھی۔ اگرچہ قبل ازیں بعض ذہین ترین لوگ جیسا کہ G.T.Thomson (نوبیل پرائز 1937ء) اور Neville Mott (نوبیل پرائز 1977ء) ایک سال میں فزکس میں فقط سیکنڈ کلاس حاصل کر پائے۔ چنانچہ جب Wordie کو معلوم ہوا کہ سلام نے چیلنج قبول کر لیا ہے تو وہ خوشی کے مارے اپنے دونوں ہاتھ ملنے لگا۔

کئی سال بعد سلام نے بیان کیا ’’بخدا یہ بڑا سخت چیلنج تھا۔ Cavendish کی لیبارٹری میں پرانا بلکہ قدیم سازوسامان تھا بلکہ مشہور سائنسدان Ruther-ford کے اپنے سازوسامان کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا اور آپ سے توقع کی جاتی تھی کہ آپ اس سے کام چلا لیں گے۔ آپ کو خود شیشے کی ٹیوبیں تیار کرنی پڑتی تھیں اور انہیں سیڑھیوں کے تین زینے اوپر لے جانا پڑتا تھا۔ یہ بڑی اذیّت تھی۔ وہ اس کام کو اذیّت بنانا چاہتے تھے اور اس میں کامیاب تھے۔ لیکن سلام فرسٹ کلاس میں کامیاب کیسے ہوئے؟ اُن کے نگران نے انہیں بتایا کہ ’’آپ نے تھیوری کے چھ کے چھ پرچے اتنی عمدگی سے حل کئے ہیں کہ ممتحن حضرات نے آپ کے پریکٹیکل رزلٹ کے متعلق پوچھا تک نہیں......‘‘۔

2010ء میں وفات یافتہ چند مخلصین

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 7 مارچ 2011ء میں مکرم محمد محمود طاہر صاحب کا مرتبہ ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں 2010ء میں وفات پانے والے چند مخلصین کا ذکر خیر کیا گیا ہے۔ ذیل میں ان میں سے صرف اُن چند وفات یافتگان کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو پاکستانی نہیں ہیں۔

مکرم الحاج محمد مطیع الرحمٰن صاحب

مکرم محمد مطیع الرحمٰن صاحب واقف زندگی ڈھاکہ میں 24 جنوری 2010ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ نے 1959ء میں بیعت کی تھی۔ محنتی اور پُرجوش مبلغ اور علمی مزاج کے مالک تھے۔ قرآن کریم کے بنگلہ ترجمہ میں بھی معاونت کی۔ بہت سی کتب تصنیف کیں اور کئی کتب کا اردو سے بنگلہ میں ترجمہ کیا۔ اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑے۔ ایک بیٹے مکرم احمد طارق مبشر صاحب (واقف زندگی مبلغ) ان دنوں کارکن بنگلہ ڈیسک یوکے ہیں۔

مکرم مولوی محمد احمد صاحب درویش قادیان

مکرم مولوی محمد احمد صاحب کالاافغاناں درویش قادیان نے 17 جون 2010ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پائی اور قطعہ درویشاں بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ آپ قادیان کے ابتدائی درویشوں میں شامل تھے۔ دیہاتی مربی کے طور پر یوپی میں بھی خدمت سرانجام دی۔ صدر انجمن میں بھی کارکن رہے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب مصری

معروف فدائی خادم سلسلہ محترم مصطفیٰ ثابت صاحب نے 74 سال کی عمر میں 5 اگست 2010ء کو کینیڈا میں وفات پائی۔ آپ نے 1955ء میں بیعت کی تھی۔ 1971ء میں کینیڈا چلے گئے اور مختلف آئل کمپنیوں میں کام کرتے رہے۔ نیشنل سیکرٹری دعوت الی اللہ بھی رہے۔ انفاق فی سبیل اللہ بہت زیادہ کرتے۔ کئی کتب تصنیف کیں اور کئی کتب کے عربی میں تراجم کئے جن میں دیباچہ تفسیر القرآن، Five Volume Commentary اور "Revelation, Rationality...." شامل ہے۔ MTA کے عربی پروگراموں میں نمایاں کردار ادا کیا۔ بائبل کا گہرا علم تھا۔ آخری بیماری میں بھی خدمت جاری رکھی۔ پہلی بیوی سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ پہلی بیوی کی وفات کے بعد دوسری شادی بھی کی۔

مکرم موسیٰ رستمی صاحب آف کسووو

مکرم موسیٰ رستمی صاحب 5 اگست 2010ء کو وفات پاگئے۔ بوسنیا میں خانہ جنگی کے دوران لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات کے بعد آپ احمدی ہوئے۔ 2000ء میں حضورؒ کے ارشاد پر کوسوو تشریف لے گئے اور دس سال وہاں صدر جماعت کے طور پر خدمت بجالائے۔ آپ کے گھر میں ہی جمعہ شروع ہوا۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ پہلے مشن ہاؤس کی تعمیر میں انتھک محنت کی۔ نومبائعین کی تربیت کی بہت فکر رہتی۔ آپ کی تربیت کے زیراثر اکثر نومبائعین موصی ہیں اور تعلیم یافتہ ہیں۔ خلافت سے عشق تھا۔ حج کی توفیق بھی پائی۔

مکرم مہدی ٹپانی صاحب آف زمبابوے

مکرم مہدی ٹپانی صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ زمبابوے 15 نومبر 2010ء کو 69 سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ 1990ء میں احمدی ہوئے۔ آپ نے زمبابوے میں مسجد کی زمین خریدنے اور دفاتر کی تعمیر میں مدد کی۔ اہلیہ کے علاوہ پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑی ہیں۔

مکرم ڈاکٹر الحاج ابوبکر گائی صاحب آف گیمبیا

مکرم ڈاکٹر الحاج ابوبکر گائی صاحب وزیر صحت و سوشل ورک گیمبیا 2 دسمبر 2010ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ نے 1973ء میں ماسکو سے جنرل میڈیسن کی ڈگری حاصل کی۔ 1999ء سے 2004ء تک جماعت کے ہسپتال تالنڈنگ میں بطور ڈاکٹر خدمات بجالاتے رہے۔ 2004ء میں آپ نے بیعت کی۔ بہت مخلص، فدائی احمدی اور مستعد داعی الی اللہ تھے۔ بطور زعیم انصاراللہ بھی خدمت کی توفیق پائی۔ 2009ء میں وزیر مقرر ہوئے۔ آپ کی وفات پر پارلیمینٹ کے اجلاس میں مکرم امیر صاحب گیمبیا نے بھی تقریر کی۔ کسی بھی امیر جماعت کی گیمبیا کی پارلیمینٹ میں تقریر کا یہ پہلا موقع تھا۔ سرکاری پروٹوکول کے ساتھ تدفین ہوئی۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
June 05, 2015 – June 11, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday June 05, 2015

00:05 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 119-127 with Urdu translation.
00:15 Dars-e-Malfoozat: The topic is 'importance of peace'.
00:30 Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran. Lesson no. 61.
00:50 Inauguration Crawley Masjid: Address delivered to locals and dignitaries by Huzoor at the inauguration of Noor Mosque, Crawley.
02:25 Spanish Service
03:05 Pushto Muzakarah
03:55 Tarjamatul Quran Class: Surah Al Fatiha, verses 1–7. Class No. 1, recorded on July 15, 1994.
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 93.
06:00 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 128-138 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith: The topic is 'humanity'.
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 62.
06:55 Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence. Programme no. 62.
07:35 Seerat-un-Nabi: A discussion about the early life of the Holy Prophet Muhammad (saw). Programme no. 1.
08:15 Rah-e-Huda: Recorded on May 30, 2015.
09:55 Indonesian Service
11:00 Live Jalsa Salana Germany 2015: Proceedings of Day 1 of Jalsa Salana Germany 2015 including various studio programmes.
11:45 Live Friday Sermon: Live Friday sermon and flag hoisting delivered by Huzoor on the occasion of Jalsa Salana Germany.
13:00 Live Jalsa Salana Germany 2015: Proceedings of Day 1 of Jalsa Salana Germany 2015 including various studio programmes.
18:40 World News
19:00 Repeat Jalsa Proceedings from Germany [R]
20:00 Friday Sermon [R]
21:00 Repeat Jalsa Proceedings from Germany [R]

Saturday June 06, 2015

02:35 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
03:15 Friday Sermon: Recorded on June 05, 2015.
04:20 Seerat-un-Nabi [R]
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 94.
06:00 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 139-147 with Urdu translation.
06:10 Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran. Lesson no. 41.
06:45 Story Time: A children's programme featuring Islamic stories, teaching various aspects of religious and moral values. Programme no. 61.
07:15 Live Jalsa Salana Germany 2015: Live proceedings of day 2 of Jalsa Salana Germany 2015 including an array of programmes from the Jalsa Gah.
10:00 Live Address Of Huzoor: Live proceedings of day 2 of Jalsa Salana Germany 2015, including an address delivered by Huzoor from the Ladies Jalsa Gah.
12:00 Live Jalsa Salana Germany 2015: Live proceedings of day 2 of Jalsa Salana Germany 2015 including an array of programmes from the Jalsa Gah.
14:00 Live Address of Huzoor's To German Guests
15:00 Live Jalsa Salana Germany 2015: Live proceedings of day 2 of Jalsa Salana Germany 2015 including an array of programmes from the Jalsa Gah.
18:35 World News
19:00 Repeat Jalsa Salana Germany 2015 [R]
21:45 Huzoor's Jalsa Salana Address: Repeat of Huzoor's address from the Ladies Jalsa Gah.
23:45 Repeat Jalsa Salana Germany 2015 [R]

Sunday June 07, 2015

01:45 Huzoor's Address To German Guests [R]
02:45 Repeat Jalsa Salana Germany 2015 [R]
06:05 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 148-154 with Urdu translation.
06:15 Aao Husne Yar Ki Baatain Karain: The topic is 'the existence of God Almighty'.
06:30 Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran. Lesson no. 62.
06:50 Baitul Futuh Mosque: An informative programme about Baitul Futuh Mosque in London, giving thorough information about the mosque.
07:15 Live Jalsa Salana Germany 2015: Proceedings of day 3 of Jalsa Salana Germany 2015 including an array of programmes from the Jalsa Gah.
13:45 Live Ba'ait Ceremony: Proceedings of day 3 of Jalsa Salana Germany 2015 including the Ba'ait ceremony with Huzoor.
14:15 Live Concluding Address Of Huzoor: Proceedings of day 3 of Jalsa Salana Germany 2015 including the concluding address delivered by Huzoor.
18:05 World News
18:30 Baitul Futuh Mosque [R]
19:00 Repeat Jalsa Salana Germany 2015 [R]

Monday June 08, 2015

01:30 Repeat Ba'ait Ceremony [R]
02:00 Repeat Concluding Address Of Huzoor [R]
06:05 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 155-160 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith: The topic is 'existence of God according to different religions'.
06:35 Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran. Lesson no. 41.
07:10 Medical Matters: This week's episode is about exercise and the importance of sleep.
07:40 Tasheez-ul-Azhan: An Urdu documentary about the history and publication of Tasheez-ul-Azhan.
08:00 International Jama'at News
08:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: Programme no. 98.
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on August 1, 1997.
10:05 Friday Sermon From Jalsa Salana Germany: Recorded on June 5, 2015.
11:15 Jalsa Salana Qadian Speeches: A speech delivered by Maulana Jamal Shariat about the Promised Messiah (as)'s passion for preaching, on the occasion of Jalsa Salana Qadian 2014.
12:00 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 261-268.
12:10 Dars-e-Hadith [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on August 21, 2009.
14:15 Bangla Shomprochar
15:15 Jalsa Salana Qadian Speeches [R]
15:55 Rah-e-Huda: Recorded on May 30, 2015.
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:25 Friday Sermon From Jalsa Salana Germany [R]
19:35 Somali Service: Programme no. 8.
20:25 Rah-e-Huda [R]
21:55 Friday Sermon [R]
23:15 Jalsa Salana Qadian Speeches [R]

Tuesday June 09, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat [R]
00:35 Dars-e-Hadith [R]
00:55 Al Tarteel [R]
01:25 Friday Sermon From Jalsa Salana Germany [R]
02:25 Kids Time: An educational programme for children teaching various prayers, hadith and general knowledge. Programme no. 44.
03:05 Medical Matters [R]
03:35 Friday Sermon: Recorded on August 21, 2009.
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 97.
06:00 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 161-169 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 63.
07:00 Huzoor's Jalsa Salana Address: Recorded on June 6, 2015.
08:05 Aao Urdu Seekhain: Programme no. 8.
08:20 Australian Service
08:45 Question And Answer Session: Recorded on May 6, 1984.
10:00 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on June 5, 2015.
12:10 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 268-282.
12:20 Dars-e-Malfoozat [R]
12:30 Yassarnal Quran [R]
13:00 Faith Matters: Programme no. 81.
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Spanish Service: Programme no. 10.
15:35 Aao Urdu Seekhain [R]
16:00 Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
17:10 Noor-e-Mustafwi: Programme no. 23.
17:25 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:25 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on May 09, 2015.
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on June 05, 2015.
20:30 Aao Urdu Seekhain [R]
20:45 Press Point: An interactive programme exploring news stories from around the world. Recorded on May 24, 2015.
21:45 Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
22:50 Question And Answer Session [R]

Wednesday June 10, 2015

00:10 World News
00:25 Tilawat [R]
00:35 Yassarnal Quran [R]
01:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
02:15 Story Time [R]
02:45 Press Point [R]
03:45 Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 98.
06:00 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 170-180 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith: The topic is 'Jihad'.
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 41.
07:05 Huzoor's Jalsa Salana Address: Recorded on June 07, 2015.
08:00 Shaam-e-Ghazal
09:00 Question And Answer Session: Recorded on February 16, 1997.
10:00 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on June 05, 2015.
12:10 Tilawat
12:25 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on August 21, 2009.
14:05 Bangla Shomprochar
15:10 Deeni-O-Fiqahi Masail
15:50 Kids Time: Programme no. 45.
16:25 Faith Matters: Programme no. 173.
17:25 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:25 Huzoor's Jalsa Salana Address: Recorded on June 07, 2015.
19:30 French Service: Horizons d'Islam. Episode 30
20:30 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:05 Kids Time: Programme no. 44.
21:45 Friday Sermon [R]
23:00 Intikhab-e-Sukhan: Recorded on May 30, 2015.

Thursday June 11, 2015

00:10 World News
00:30 Tilawat [R]
00:45 Al-Tarteel [R]
01:15 Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
02:20 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
03:00 Mosha'airah: Part 2 of a pre-recorded evening of Urdu and Punjabi poetry organised by Majlis Khuddamul Ahmadiyya Pakistan.
03:50 Faith Matters [R]
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 99.
06:05 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 181-187 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Malfoozat: The topic is 'Islamic Teachings'.
06:30 Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran. Lesson no. 63.
07:05 Huzoor's Jalsa Salana Address: Concluding address delivered by Huzoor on June 07, 2015.
08:10 Beacon Of Truth: An interactive English talk show exploring matters relating to Islam. Recorded on April 19, 2015.
09:10 Tarjamatul Quran Class: Surah Al-Baqarah, verses 1–12. Class No. 2, recorded on July 22, 1994.
09:55 Indonesian Service
11:10 Japanese Service: Programme no. 18.
12:00 Tilawat: Surah Al-Imran, verses 1-15.
12:05 Dars-e-Malfoozat [R]
12:20 Yassarnal Quran [R]
12:50 Beacon Of Truth [R]
14:00 Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on June 05, 2015.
15:00 Aao Urdu Seekhain: Programme no. 08.
15:20 Masih Hindustan Main: Programme no. 05.
16:05 Persian Service: Programme no. 31.
16:35 Tarjamatul Quran Class [R]
17:25 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:20 Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
19:25 Aao Urdu Seekhain [R]
19:30 German Service: Recorded on May 14, 2015.
20:45 Faith Matters: Programme no. 173.
21:55 Tarjamatul Quran Class [R]
23:00 Beacon Of Truth: Recorded on April 19, 2015.

***Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT)*.**

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 Friday 05 June, 2015 Issue No. 23

آپ احمدی خواتین اُن خوش قسمت خواتین میں شامل ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور غلامِ صادق کی جماعت میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔ یقیناً یہ خدا تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے جو آپ کو ملا ہے۔ لیکن اس انعام کا فائدہ تب ہوگا جب آپ اپنے اندر وہ تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گی جو ایک مومن عورت میں ہونی چاہئیں اور جن کی تعلیم ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے۔

بعض رپورٹس سے یہ احساس ہوتا ہے کہ جس طرح ایک احمدی کو عبادت گزار ہونا چاہیے اور جس طرح ایک احمدی کو خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل اور مکمل توکّل ہونا چاہیے وہ معیار کم ہو رہے ہیں۔

جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھ رہی ہے بہت سی برائیاں بھی نئے آنے والوں کے ساتھ آ جاتی ہیں اس لئے شعبہ تربیت کو بہت زیادہ فعّال ہونے کی ضرورت ہے تا کہ کبھی کسی قسم کا کوئی شرک ہمارے اندر داخل نہ ہو۔ نئے شامل ہونے والوں کی جو اچھائیاں ہیں، جو خوبیاں ہیں وہ تو لیں لیکن برائیوں کی اصلاح کریں اور ساتھ ساتھ اپنی برائیوں کی بھی اصلاح کریں۔

ہر احمدی عورت یہ عزم کرے کہ اس نے ہر قسم کے شرک سے اپنے آپ کو پاک کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہمیشہ بھروسہ اور توکّل رکھنا ہے۔ عابدات، قانتات، تائبات بننا ہے۔ تا کہ خدا تعالیٰ نے جس مقصد کے لئے آپ کو پیدا کیا ہے اس کا حق ادا کر سکیں اور اللہ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے احمدیت کی جو نسل آپ کی گود میں بڑھ رہی ہے اس کا شمار ذریت طیّبہ میں ہو۔

جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر 27/دسمبر 2005ء کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔
اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (التغابن:14)

آپ احمدی خواتین اُن خوش قسمت خواتین میں شامل ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور غلامِ صادق کی جماعت میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔ یقیناً یہ خدا تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے جو آپ کو ملا ہے۔ لیکن اس انعام کا فائدہ تب ہوگا جب آپ اپنے اندر وہ تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گی جو ایک مومن عورت میں ہونی چاہئیں اور جن کی تعلیم ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے۔ جس معیار پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں لانا چاہتے ہیں۔ ان میں سب سے اہم اور ضروری چیز کیا ہے؟ وہ ایک خدا پر یقین اور ہر معاملے میں اس پر توکّل ہے۔ جب آپ کے دل اس یقین سے پُر ہو جائیں گے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہی ذات ہے جس کے آگے ہر معاملے میں جھکنا ہے، ہر ضرورت کے وقت اس کے حضور حاضر ہونا ہے۔ نہ بھی ضرورت ہو تو اس کی عبادت اس کے حکموں کے مطابق کرنی ہے۔ اُسی سے مانگنا ہے اور اُسی پر توکّل کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ ایسی عورتیں کامیاب ہوں گی۔ اور اس کے ساتھ اس بات کی بھی ضمانت دی جا سکتی ہے کہ احمدیت کی نئی نسلیں نیکیوں میں سبقت لے جانے والی اور اپنے خدا پر ایمان لانے والی ہوں گی، ان باتوں پر عمل کرنے والی ہوں گی جن کا خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے، اس تعلیم پر چلنے والی ہوں گی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتائی ہے۔ خدا کرے کہ آپ میں سے ہر ایک اس سوچ کے ساتھ اپنی زندگی گزارنے والی ہو اور یہ خاص دن جو آپ کو میسّر آئے ہیں، ان دنوں میں آپ دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش بھی کرتی رہیں۔ اپنے جائزے لیتی رہیں کہ کس حد تک آپ کو خدا کی وحدانیت پر یقین ہے؟ کہاں تک آپ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر عمل کرنے والی ہیں؟ کہاں تک آپ کے ایمان میں، آپ کے دل میں یہ بات راسخ ہے کہ جیسے بھی حالات ہو جائیں، جو بھی ہم پر گزر جائے ہم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس پر توکّل کرتے چلے جانا ہے۔

آج کل ہم اپنے ماحول میں ہر طرف دیکھتے ہیں کہ دنیا خدا کو بھلا بیٹھی ہے۔ مذہب کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی عبادت اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ اور اس معاشرے میں رہنے کی وجہ سے قدرتی طور پر احمدی بھی کچھ نہ کچھ متأثر ہو جاتے ہیں۔ اس لئے مَیں نے کہا کہ ہر وقت یہ جائزے لیتے رہنے ہوں گے تا کہ اگر کبھی بھی کوئی خدانخواستہ اس ماحول سے متاثر ہو رہا ہو تو اس کو اپنی اصلاح کا موقع مل سکے۔

اپنی ملاقاتوں کے دوران جو لوگ میرے سے ملتے ہیں مَیں جائزے لیتا رہتا ہوں۔ بعض دفعہ ان جائزوں سے اور بعض رپورٹس سے یہ احساس ہوتا ہے کہ جس طرح ایک احمدی کو عبادتگزار ہونا چاہیے اور جس طرح ایک احمدی کو خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل اور مکمل توکل ہونا چاہیے وہ معیار کم ہو رہے ہیں۔ ترقی کرنے والی قومیں کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے یہ نہیں کہا کرتیں کہ شائد بلّی بھی ہمیں نہیں دیکھ رہی بلکہ ہمیں اپنی کمزوریوں پر نظر رکھنی چاہیے تا کہ اصلاح کا موقع ملے۔ اس سے پہلے کہ معاشرے کی بُرائیاں ہم تک پہنچ سکیں ہم اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے ان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کریں۔ فی زمانہ سب سے بڑی بُرائی جو بظاہر نظر نہیں آتی اور بڑی خاموشی سے انسان پر حملہ کرتی ہے وہ شرک ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بُت ہو، خواہ انسان ہو، خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر فریب ہو، منزّہ سمجھنا۔‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ کی جو ذات ہے وہ ہر چیز سے بالا ہے۔ یہ جو چھوٹے چھوٹے شرک ہیں یہ حملہ آور نہ ہوں۔ اور فرمایا کہ ’’اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا۔ کوئی رازق نہ ماننا۔ کوئی مُعِزّ اور مُذِلّ خیال نہ کرنا، کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا۔ اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اُسی سے خاص کرنا۔ اپنی عبادت اُسی سے خاص کرنا۔ اپنا تذلّل اُسی سے خاص کرنا۔ اپنی امّیدیں اُسی سے خاص کرنا۔ اپنا خوف اُسی سے خاص کرنا۔‘‘

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 350,349)

جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے اب اگر جائزہ لیا جائے تو کتنے ہی بت ہیں جو انسان نے اپنے اندر بنائے ہوئے ہیں۔

فرمایا کئی قسم کے شرک ہیں جو تمہیں خدا تعالیٰ سے دور لے جانے کا باعث بنتے ہیں۔ مثلاً بعض لوگ انسان کو اللہ کا شریک بنا لیتے ہیں۔ ایک انسان کے آگے اس طرح جھک رہے ہوتے ہیں جیسے نعوذ باللہ وہ خدا ہو۔ اس کے آگے پیچھے اس طرح پھرا جا رہا ہوتا ہے جس طرح اس شخص کو خدائی کا درجہ مل گیا ہو۔ ہمارے معاشرے میں کم علمی کی وجہ سے پِیروں فقیروں کے پاس جا کر ان سے مانگنے کی عادت ہے۔ احمدیوں میں تو نہیں ہے لیکن معاشرے میں، مسلمان معاشرے میں بھی اور دوسری جگہ پہ بھی دیکھ لیں بہت زیادہ ہے۔ بجائے اس کے کہ خدا تعالیٰ سے مانگا جائے نام نہاد پِیروں سے مانگا جاتا ہے۔ بعض دفعہ جو بظاہر بڑے عقلمند لوگ ہیں، جو علم والے لوگ ہیں وہ اس شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں